ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۹ ستمبر سنہ ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ٭ لاہور

ہدیہ ۱۴ /

رنگ و نور

عزیز القاسمی خانیوال

یہ کون جلوہ بار ہے، یہ کون آشکار ہے
بہار در بہار ہے یہ کون تاب دار ہے

غنچہ غنچہ کھل گیا، کلی کلی چٹک گئی
یہ گلشنِ دھر میں اب کون نور بار ہے

کیا منقبت بیاں کروں مدینۃ الرسولؐ کی
مدینے کی گلی گلی بہار ہے بہار ہے

وہ گلشنِ رسولؐ ہے، ہر ذرّہ جس کا پھول ہے
ہر شام شام بارشیں، صبح صبح نکھار ہے

ملائکہ کھڑے ہوئے قطار در قطار ہیں
نظر نظر جمال ہے، قدم قدم اُبھار ہے

یہ روضۂ رسولؐ ہے اے عشق ہوش کیجئے
ادب سے نام لیجئے یہ حرفِ زرنگار ہے

یہ روضۂ رسولؐ یہ ہیں رحمتیں ہی رحمتیں
نظر نظر بہار ہے، بہشت در کنار ہے

یہ کون رشکِ مہر و ماہ، یہ کون میرِ قدسیاں
جس کے پائے ناز پہ جان و دل نثار ہے

یہ کس کے دم کا فیض ہے یہ کون جلوہ ریز ہے
ہر ذرّہ نور پاش ہے تو خاک لالہ زار ہے

یہ کون نکہت بار ہے، یہ کس کا رنگ و نور ہے
شمیم خوشگوار ہے ہوائے مشک بار ہے

یہ کس کے دم کا فیض ہے، ہوائے عطر بیز ہے
ہے ذرّہ ذرّہ ضوفشاں چمن چمن بہار ہے

یہ کون دل نواز ہے، یہ کون جلوہ بار ہے
کیف ہے سرور ہے یہ نغمہ جوئبار ہے

قدم قدم پر برکتیں، نظر نظر پہ رحمتیں
ادا ادا میں لذّتیں، نفس نفس قرار ہے

بحرِ فیض موجزن حضورؐ کا مدام ہے
اِک نظر ادھر بھی ہو عزیز نابکار ہے

اے صدرِ بزمِ عاشقاں! اِک نگاہِ پُر اثر
عزیز اشک بار ہے عزیز دل فگار ہے

اب چارہ سازی کیجئے اے چارہ سازِ عاصیاں
عزیز خستہ حال ہے عزیز بے قرار ہے

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۶ | جمعۃ المبارک ۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۶۰ء | قیمت ۱۳ [illegible]

اشتراکیت اور اسلام

اہل مغرب یعنی یورپ اور امریکہ والے ایجادات و تحقیقات کے درپے ہو چکے ہیں۔ بلکہ وہ ہر بات میں غور و خوض کرنے اور بہتر نتائج پیدا کرنے کے عادی بن چکے ہیں سب نہ سہی لیکن تقسیم کار کے اصول کے تحت ان کے مختلف دماغ مختلف امُور پر سوچتے رہتے ہیں پھر باقی قوم ان کی محنت کی قدر کرتی داد دیتی اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتی ہے۔ ایک ہزار سال کی بے نظیر ترقیات اور فوق العادت اصلاحات و فتوحات کے بعد مسلمان قوم جب اپنے اعمالِ زشت کی وجہ سے اس بلندی سے گری ہے تو بحیثیت مجموعی آج تک وہ سنبھل نہیں سکی۔ وہ دوسروں کی تقلید پر فخر کرتی اور اکثر نقل اُتارتی رہتی ہے جیسے کہ اس کا کوئی ماضی ہی نہ تھا۔ نہ کوئی اپنی تہذیب تھی نہ تمدّن۔ نہ دین تھا نہ مذہب۔

وہ اوروں کی طرح ہر نئی بات پر لبیک کہتی اور اس کو اپنانے کیلئے تیار ہو جاتی ہے۔ حالانکہ تین چار سو سال قبل یہی مسلمان تھے۔ جو ریگستان عرب سے اٹھ کر بڑی بڑی متمدن اقوام پر چھا چکے تھے۔ قرطبہ اور غرناطہ کی عمارتیں آج بھی اپنی زبان حال سے ہمیں اپنی ماضی کی طرف پلٹنے کی دعوت دیتی ہیں۔ جہاں کی عرب یونیورسٹیوں میں تمام یورپ کے طلبہ دور و دراز سے آ کر علوم و فنون کے موتیوں سے اپنی جھولیاں بھرا کرتے تھے۔ عربوں نے تمام قدیم و جدید علوم کو عربی زبان میں ڈھال لیا تھا۔ انہی علوم کو مغربی اقوام نے اپنے دور ترقی میں انگریزی کا جامہ پہنا کر اس سے سارے ملکوں کو متمتع اور مستفید کرایا۔ غرضیکہ آج دوسری مشرقی اقوام کی طرح مسلمان بھی اپنے کو بھول کر دوسروں کی ہر بات کو صحیح کہنے اور قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

ان جدید اختراعات میں جہاں مادی چیزیں ہیں وہاں چند معنوی چیزیں بھی ہیں جو فکر و ذہن کو متأثر کرتی اور آدمی کو ایک طرح کے نئے مذہب کا پیروکار بنا دیتی ہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے اشتراکیّت ہے۔ اس کے چند اصول ہیں جو یکے بعد دیگرے چند انسانوں کی جولانئ طبع کا نتیجہ ہیں وہ اصول بھی ایک طرح اسلامی اصول کی چوری ہے مگر اسلام کے اس مال مسروقہ کا حلیہ بگاڑ کر اور اس پر اپنی مہر لگا کر دنیا کی منڈی میں رکھ دیا گیا ہے۔ چونکہ اس میں کچھ نہ کچھ حقیقت کی نقل کی گئی ہے۔ اس لئے اس میں کچھ جاذبیت ہے مگر چونکہ وہ انسانی تصرّفات کا شکار ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کو اپنانے میں آخرکار انسانی فطرت کو دھکا لگتا ہے۔ جس سے اعلیٰ انسانی مقاصد فوت ہو جاتے ہیں۔

مثلاً اسلام نے عدل و مساوات کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا، اسلام کے بڑے سے بڑے مخالف کو بھی اس کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ اشتراکی لیڈروں نے اس کی نقل کی۔ مگر نقل مطابق اصل نہ ہو سکی۔ اس لئے کہ اسلام نے تو معاشرہ ایسا بنایا کہ وہاں خود بخود سب کا معیار زندگی تقریباً برابر ہو گیا۔ نہ ثروت و امارت معیار عزت رہا نہ فقر و افلاس موجب ذلت اور باعث رسوائی۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰاکُمْ۔ کے مطابق عزو شرف کا دار و مدار مالک الملک سے خوف و خشیت اور تقوائے و طہارت پر ہو گیا جس کی وجہ سے خیر القرون میں سب کے سب خود بخود الٰہی اصول کو پسند کرتے بلکہ ان پر جان سے فدا ہوتے۔ اشتراکی لیڈروں نے روٹی یا چند ضروریات زندگی میں اصولِ مساوات کو رائج کیا۔ مگر ڈنڈے اور حکومت کے زور سے نہ اس میں بنی نوع انسان سے ہمدردی کا جذبہ ابھرتا ہے۔ نہ عوام کے ذہنوں کو میدانِ ترقی میں جولانی دکھانے کا موقعہ ملتا ہے۔ وہ تیلی کے بیل کی طرح مقررہ محنت کر کے مقررہ روزی حاصل کر لیتے ہیں۔

(ب) اشتراکی رہنماؤں نے مذہب کو پرائیویٹ معاملہ قرار دیدیا جب کہ اسلام میں مذہب حکومت پر حاوی اور حکومت مذہب کی پابند تھی۔ گویا اسلامی اصول انفرادی بھی تھے اور اجتماعی بھی۔

اشتراکیوں نے خدائی اصول کو تو افراد کا پرائیویٹ معاملہ قرار دیا مگر اپنے گھڑے ہوئے اصول کو اجتماعی قرار دے کر اس پر عمل کرنے کے لئے جبر کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انسان و حیوان میں امتیاز کرنے والے جو اوصاف و عادات تھے قوم ان سے محروم ہو گئی۔

(ج) پھر غیر فطری مساوات کا یہ دعویٰ نبھایا بھی نہ جا سکا۔ کیا ایک عام کسان یا مزدور اور مسٹر خروشیف ایک طرح کی بود و باش رکھتے ہیں کیا یہ ایک طرح کھاتے اور ایک طرح کے مکانات میں رہتے اور ایک ہی طرح کی سواریوں میں نقل و حرکت کرتے ہیں ان سب کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔ روسی محل کریملن دنیا کے بہترین محلات میں سے ہے۔ جہاں روس کے بڑے بڑے افراد داد عیش دیتے ہیں

(د) اسلام کی اس غلط نقل کو اصل اسلام سے کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی یہاں کے بڑے مخصوص لباسوں مخصوص کھانوں مخصوص سواریوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنی جان کو روسی عوام کی جانوں سے بہت زیادہ قیمتی خیال کرتے۔ اور اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ اسکے مقابلہ میں اسلامی تعلیمات میں رنگے ہوئے خلفاء راشدین کو کبھی (باقی صفحہ ۱۴ پر)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

جمعہ مسلمانوں کا خاص دن ہے

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن الاخرون السابقون یوم القیامۃ بید انھم اوتوا الکتاب من قبلنا و اوتیناہ من بعدھم ثم ھذا یومھم الذی فرض علیھم یعنی یوم الجمعۃ فاختلفوا فیہ فھدانا اللہ لہ والناس لنا فیہ تبع الیھود غدا والنصاری بعد غد متفق علیہ وفی روایۃ مسلم قال نحن الاخرون الاولون یوم القیامۃ ونحن اول من یدخل الجنۃ بید انھم و ذکر نحوہ الی اخرہ وفی اخری لہ عنہ و عن حذیفۃ قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اخر الحدیث نحن الاخرون من اھل الدنیا والاولون یوم القیامۃ المقضی لھم قبل الخلائق۔

ترجمہ:- ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم دنیا میں آخر میں آنے والے ہیں اور ہم قیامت میں پہلے ہونے والے ہیں پھر اہل کتاب کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی ہے۔ اور ہم کو بعد میں عطا ہوئی ہے۔ پھر یہ دن (یعنی جمعہ کا دن) وہ دن ہے جو ان پر یعنی اہل کتاب پر فرض کیا گیا تھا پس انہوں نے اس میں اختلاف کیا اور ہم کو خداوند تعالیٰ نے اس کی بابت ہدایت کی پس اب دوسرے لوگ یعنی دوسری قومیں جمعہ کے معاملہ میں ہماری تابع ہیں۔ یہود نے اختیار کیا جمعہ کے بعد کے دن یعنی سنیچر کو اور نصاریٰ نے اختیار کیا۔ سنیچر کے بعد کے دن یعنی اتوار کو۔ اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں آنے کے اعتبار سے آخری ہیں۔ اور قیامت میں اول ہونگے اور جنت میں بھی سب سے پہلے ہم ہی داخل ہوں گے پھر اہل کتاب۔ اس کے بعد وہی اوپر کے الفاظ ہیں۔ جو مذکور ہوئے۔ اور ایک روایت میں جو ابوہریرہؓ اور حذیفہؓ سے منقول ہے۔ یہ الفاظ ہیں کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (حدیث مذکور کے آخر میں کہ) آخر میں ہیں ہم دنیا والوں کے اعتبار سے اور اول ہونگے دن قیامت کے کہ ساری مخلوقات سے پہلے ہمارے لئے حکم کیا جائے گا۔

جمعہ کی فضیلت

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق ادم وفیہ ادخل الجنۃ وفیہ اخرج منھا ولا تقوم الساعۃ الا فی یوم الجمعۃ رواہ مسلم

ترجمہ:- ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین ان دنوں کا جن میں آفتاب طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے اسی روز آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن ان کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی روز جنت سے نکالے گئے اور قیامت بھی جمعہ ہی کے روز قائم ہوگی۔

جمعہ کے دن میں ایک خاص ساعت

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجمعۃ لساعۃ لا یوافقھا عبد مسلم یسال اللہ فیھا خیرا الا اعطاہ ایاہ متفق علیہ وزاد مسلم قال وھی ساعۃ خفیفۃ وفی روایۃ لھما قال ان فی الجمعۃ لساعۃ لا یوافقھا مسلم قائم یصلی یسال اللہ خیرا الا اعطاہ ایاہ

ترجمہ:- ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں اگر مسلمان بندہ بھلائی کی دعا مانگے تو خدا اس کو وہ بھلائی عطا کر دیتا ہے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ وہ ساعت بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ اور بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ایسی ہے اگر مسلمان بندہ اس کو پالے اور نماز پڑھ کر اس میں بھلائی کی خدا سے دعا کرے تو خدا اس کو وہ بھلائی عطا کر دیتا ہے

"جمعہ کے وقت کاروبار حرام ہے"

جمعہ کی خاص ساعت کا بیان

عن ابی بردۃ ابن ابی موسیٰ قال سمعت ابی یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی شان ساعۃ الجمعۃ ھی ما بین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلوۃ (رواہ مسلم)

ترجمہ:- ابی بردہؓ بن ابی موسیٰؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کے دن کی ساعت کی نسبت یہ فرماتے سنا ہے کہ منبر پر امام کے بیٹھنے سے نماز کے آخر تک کا جو درمیانی وقت ہے اسی میں وہ ساعت ہے۔

جمعہ کے فضائل

عن ابی ھریرۃ قال خرجت الی الطور فلقیت کعب الاحبار فجلست معہ فحدثنی عن التوراۃ وحدثتہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان فیما حدثتہ ان قلت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق ادم وفیہ اھبط وفیہ تیب علیہ وفیہ مات وفیہ تقوم الساعۃ وما من دابۃ الا وھی مصیخۃ یوم الجمعۃ من حین تصبح حتی تطلع الشمس شفقا من الساعۃ الا الجن والانس وفیہ ساعۃ لا یصادفھا عبد مسلم وھو یصلی یسال اللہ شیئا الا اعطاہ ایاہ قال کعب ذلک فی کل سنۃ یوم فقلت بل فی کل جمعۃ فقرا کعب التوراۃ فقال صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو ھریرۃ لقیت عبد اللہ بن سلام فحدثتہ بمجلسی مع کعب الاحبار وما حدثتہ فی یوم الجمعۃ فقلت لہ قال کعب ذلک فی کل سنۃ یوم قال عبد اللہ بن سلام کذب کعب فقلت لہ ثم قرا کعب التوراۃ فقال بل ھی فی کل جمعۃ فقال عبد اللہ بن سلام صدق کعب ثم قال عبد اللہ بن سلام قد علمت ایۃ ساعۃ ھی قال ابو ھریرۃ فقلت اخبرنی بھا ولا تضن علی فقال عبد اللہ بن سلام

باقی صفحہ ۷ پر

خطبہ یوم الجمعہ ۹ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۶۰ء عیسوی

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

بہشتیوں کے اوصاف اور دوزخیوں کی علامات

نمبر اوّل

بہشتیوں کے اوصاف کے شواہد

پہلا شاہد

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۚ فِيْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۱ پ ۱)

ترجمہ۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں۔ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کے راستہ پر ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں

قابل غور چیزیں

آیات مذکورۃ الصدر میں چند چیزیں قابل غور ہیں اول یہ کہ یہ قرآن شریف متقیوں کے لئے راہ نما ہے۔ متقی کی معنی کسی عالم سے پوچھ لو۔ بشرطیکہ برائے نام عالم نہ ہو۔ بلکہ پورا درس نظامی کا جو مدارس عربیہ میں نصاب ہے وہ پڑھا ہوا ہو۔ تو ہر مکمل عالم یہی کہے گا۔ اَلْمُتَّقِيْ مَنْ يَّتَّقِيْ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ۔ ترجمہ۔ متقی وہ شخص ہے۔ جو ہر اس چیز سے بچے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ جب اس شخص کا نصب العین حیات یہ ہوگا تو وہ ہر چیز سے بچے گا۔ جس سے قرآن مجید میں ممانعت آئی ہے۔ کیونکہ اس متقی کا نصب العین ہی یہی تھا کہ ہر اس چیز سے بچنا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہو۔ اس لئے قرآن مجید اس متقی کے لئے راہ نما کا کام دے گا۔ تو اس طریقہ سے اس کو قرآن مجید کے ذریعہ سے ہدایت ہو جائے گی۔ اور جو اوباش طبیعت کا ہوگا۔ کہ جو دل چاہے کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کا کوئی لحاظ ہی نہیں ہے۔ اس اوباش مزاج انسان کے لئے قرآن مجید کا نازل ہونا نہ ہونا برابر ہوگا۔ کیونکہ اس شخص کا مقصد زندگی فقط اپنی خواہشات پوری کرنا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا۔ یہاں تک متقین کے نصب العین اور قرآن مجید سے ان کے فائدہ اٹھانے کی بحث کی ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

متقی کن چیزوں پر بن دیکھے

ایمان لاتے ہیں

حدیث شریف میں ہے۔ ”اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ۔ ترجمہ۔ یہ کہ تو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی سب کتابوں پر اور اس کے سب رسولوں پر اور تو ایمان لائے آخرت کے دن پر اور تو ایمان لائے اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اچھی تقدیر پر اور تکلیف دہ تقدیر سب اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

متقی مذکورۃ الصدر

صفات کو بن دیکھے مانتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں یعنی باقاعدہ باالتزام پڑھتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم۔ اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیئے خرچ بھی کرتے ہیں

اور

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور جو آپؐ سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا ہے۔ سب کو مانتے ہیں۔ علاوہ ان مذکورۃ الصدر چیزوں کے قیامت آنے پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کے ہاں ہدایت یافتہ ہیں۔

اور

انہیں صفات والوں کے لئے نجات ہے۔ بالفاظ دیگر جنت کا داخلہ ہے۔

برادران اسلام

اپنی موجودہ قوم مسلم کے حالات کا اندازہ کیجئے کہ کتنے لوگ ان صفات سے متصف ہیں جو نجات دلانے والی ہیں۔ یعنی دوزخ سے بچا کر جنت میں پہنچانے والی ہیں۔

برادران اسلام

یہ یاد رکھئے مسلمانوں کے سے نام مثلاً محمد الدین۔ اللہ رکھا وغیرہ نام رکھ لینے سے نجات نہیں ہوگی۔ مذکورۃ الصدر کاموں کے کرنے پر نجات ہوگی وما علینا الا البلاغ۔

دوسرا شاہد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے وہی بہشتی ہیں۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیت کا حاصل یہ ہے کہ ایمان لانے اور عمل صالح کرنے پر جنت کا داخلہ موقوف ہے۔ ورنہ نہیں ہوگا۔ لہذا کام نیک نہ کریں اور فقط مسلمانوں کا سا نام رکھوا لینے پر خوش نہ ہوں اللہ تعالے کے ہاں نجات فقط کام پر موقوف ہے نہ کہ نام پر

تیسرا شاہد

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُودُوا أَن تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

(سورۃ الاعراف ع ۵ پ ۸) ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیکیاں کیں۔ ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے۔ مگر اس کی طاقت کے موافق۔ وہی بہشتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور جو کچھ ان کے دلوں میں خفگی ہوگی۔ ہم اسے دور کر دیں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ (تعالیٰ) ہماری راہ نمائی نہ فرماتا۔ بیشک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہو گئے ہو۔

چوتھا شاہد

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ (سورۃ یونس ع ۳ پ ۱۱)

ترجمہ۔ جنہوں نے بھلائی کی ان کے لئے بھلائی ہے اور زیادتی بھی اور ان کے منہ پر سیاہی اور رسوائی نہیں چڑھیگی

وہ بہشتی ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے

حاصل

یہ ہے کہ جن لوگوں نے دنیا میں رہتے وقت ہر شخص سے اس کے مناسب حال اور اپنی توفیق کے مطابق بھلائی ہی کی۔ قیامت کے دن اس بھلائی کا بدلہ بلکہ مزید براں اللہ تعالے کی طرف سے انعام مزید ملے گا۔

پانچواں شاہد

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (سورہ البقرہ رکوع ۲۷۔ پ ۲)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا۔ نہایت رحم والا ہے۔

حاصل

یہی ہے کہ اللہ تعالے کے بندوں نے ایمان لانے کے بعد ہجرۃ اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے میں رحمت الٰہی حاصل کرنے کی جو امید رکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی امید کو پورا کر دیا۔ اور انہیں بخش دیا۔

نمبر دوم

دوزخیوں کی علامات کے شواہد

پہلا شاہد

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ (سورہ البقرہ ع ۴۔ پ ۱)۔

ترجمہ۔ اور جو انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہوں گے۔

یعنی

احکام الٰہی انہیں پہنچائے جائیں گے اور وہ لوگ ان کے ماننے سے انکار کریں گے اور آیات قرآنی کو جھٹلائیں گے ایسے لوگ جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ اللہم اعذنا من عذاب جہنم۔

دوسرا شاہد

وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ (سورہ البقرہ ع ۲۷۔ پ ۲)

ترجمہ۔ اور جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے۔ پھر کافر ہی مر جائے پس یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کے عمل دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے۔ اور وہی دوزخی ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہم لاتجعلنا منہم۔ آمین یا الہ العالمین۔

دعا

اللہ تعالے سب مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچائے۔ اسلام پر ہی جئیں اور اسلام پر ہی مریں۔

تیسرا شاہد

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَن جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانتَهَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۳۸ پ ۳)

ترجمہ۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ نہیں اٹھیں گے۔ مگر جس طرح کہ وہ شخص اٹھتا ہے۔ جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہیں یہ حالت ان کی اس لئے ہوگی۔ کہ انہوں نے کہا تھا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے۔ جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ پھر جسے اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا تو جو پہلے لے چکا ہے۔ وہ اسی کا رہا۔ اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے۔ اور جو کوئی پھر سود لے۔ وہی لوگ دوزخ والے ہیں اس

میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ کہ مسلمانوں پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے سود دینا اور لینا دونوں حرام ہیں

چوتھا شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ۝ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۵ - پ ۸) ترجمہ - بے شک جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا - اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا - ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے - اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے - یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے - اور ہم گنہگاروں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں - ان کے لئے دوزخ کا بچھونا اور اوپر سے اوڑھنا ہے اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی آیات کی تکذیب کرنے والوں کے لئے جہنم کا داخلہ ہوگا - اور بہشت میں ہرگز نہیں داخل ہوں گے - ان کا اوڑھنا بچھونا سب دوزخ سے ہوگا - جس طرح اونٹ کا سوئی کے نکے میں داخل ہونا ناممکن ہے اسی طرح ان جھٹلانے والوں کا جنت میں داخلہ ناممکن ہے اور ایسے ظالموں کو ایسی سزا ہی ملا کرتی ہے - اللھم لا تجعلنا منھم و ارحم علینا یا ارحم الراحمین بفضلک و کرمک و منک آمین یا الٰہ العالمین -

پانچواں شاہد

وَالَّذِیْنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ کَاَنَّمَا اُغْشِیَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا مَکَانَکُمْ اَنْتُمْ وَشُرَکَآؤُکُمْ فَزَیَّلْنَا بَیْنَهُمْ وَقَالَ شُرَکَآؤُهُمْ مَّا کُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۝ فَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ لَغٰفِلِیْنَ (سورۃ یونس ع ۳ - پ ۱۱)

ترجمہ - اور جنہوں نے برے کام کیے تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا - اور ان پر ذلت چھائے گی اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا - گویا کہ ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں - یہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے - پھر مشرکوں سے کہیں گے - تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو تو ہم ان میں پھوٹ ڈال دیں گے - اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے - سو اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے کہ ہمیں تمہاری عبادت کی خبر ہی نہ تھی -

حاصل

مشرکین کے معبود مشرکوں کو صاف کہیں گے کہ اللہ گواہ ہے - تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے - ہمیں تو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی - لہذا تمہیں اس خدا تعالےٰ کی عبادت کرنی چاہیئے تھی جو ہر ایک عابد کی عبادت سے باخبر رہتا تھا - اس لئے تم ہماری عبادت کرنے میں صاف گمراہی میں پڑے رہے - اللھم لا تجعلنا منھم

بقیہ احادیث الرسول صفحہ ۳ سے آگے

هِیَ اٰخِرُ سَاعَةٍ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ فَقُلْتُ وَکَیْفَ تَکُوْنُ اٰخِرُ سَاعَةٍ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَّهُوَ یُصَلِّیْ فِیْهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ اَلَمْ یَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا یَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ فَهُوَ فِیْ صَلٰوةٍ حَتّٰی یُصَلِّیَ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ فَقُلْتُ بَلٰی قَالَ فَهُوَ ذٰلِکَ رَوَاهُ مَالِکٌ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَرَوٰی اَحْمَدُ اِلٰی قَوْلِهٖ صَدَقَ کَعْبٌ)

ترجمہ :- ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں کوہ طور کی طرف گیا اور کعب احبار سے ملاقات کی میں ان کے پاس بیٹھ گیا - انہوں نے میرے سامنے تورات میں سے کچھ بیان کیا اور میں نے رسول اللہ صلعم کی احادیث ان سے بیان کیں جو احادیث میں نے بیان کیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان دنوں میں جن میں آفتاب طلوع ہوتا ہے بہترین دن جمعہ کا ہے اسی روز آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اسی روز ان کو جنت سے نکالا گیا اسی روز ان کی توبہ قبول ہوئی - اسی روز ان کا انتقال ہوا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور کوئی چوپایہ ایسا نہیں ہے جو جمعہ کی صبح سے آفتاب طلوع ہونے تک کان لگائے ہوئے نہ ہو - یعنی منتظر نہ ہو - قیامت کے ہولناک دن کا مگر جن اور انسان کہ ان کو اس سے غافل کیا گیا ہے اور جمعہ کے دن ایک ساعت ہے اگر کوئی مسلمان بندہ اس کو پالے اور اس میں نماز پڑھ کر خدا سے دعا مانگے - تو خدا اس کی خواہش پوری کردے گا کعب احبار نے (یہ سن کر) کہا کہ یہ دن سال میں ایک مرتبہ آتا ہے میں نے کہا بلکہ یہ ساعت ہر جمعہ میں ہوتی ہے - یہ سن کر کعب نے تورات کو پڑھا اور کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ اسکے بعد میں نے عبداللہ بن سلام سے ملاقات کی اور کعب احبار سے جو گفتگو ہوئی تھی اسکا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کعب نے بیان کیا تھا کہ یہ دن سال میں ایک مرتبہ آتا ہے عبداللہ بن سلام نے یہ سنکر کہا کہ کعب نے جھوٹ کہا پھر میں نے کہا کہ کعب نے اسکے بعد توریت کو پڑھا اور کہا کہ وہ ساعت جمعہ کے دن میں ہوتی ہے عبداللہ بن سلام نے کہا کعب نے سچ کہا - اس کے بعد عبداللہ بن سلام نے کہا میں اس ساعت سے واقف ہوں - ابوہریرہؓ نے کہا تو پھر مجھ کو بتلایئے اور بخل نہ کیجئے - عبداللہ بن سلام نے کہا کہ وہ جمعہ کے دن کی آخری گھڑی ہے ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ یہ سنکر میں نے کہا کہ جمعہ کے دن کی آخری ساعت کیونکر ہو سکتی ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ اس ساعت کو پائے اور وہ اس نماز میں پڑھتا ہو اور اس وقت جس کا تم نے ذکر کیا ہے نماز نہیں پڑھی جاتی - عبداللہ بن سلام نے کہا کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کی انتظار میں اپنی جگہ بیٹھا رہے وہ گویا نماز ہی کی حالت میں ہے - یہاں تک کہ وہ نماز پڑھے ابوہریرہؓ کہتے ہیں اس کے جواب میں میں نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ہی فرمایا ہے عبداللہ بن سلام نے کہا نماز سے مراد یہی ہے کہ وہ نماز کا انتظار کرے۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۸ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

روحانی بیماریوں کی اصلاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد

عرض یہ ہے کہ شریعت میں علم کے ساتھ عمل کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ کے عذاب سے محض علم نہیں بچا سکتا۔ جب تک عمل نہ ہو۔ مثلاً ایک شخص کو ساری نماز آتی ہے۔ مگر پڑھتا نہیں تو وہ کیسے نجات پا سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے۔

بعض امراض روحانی

ایسے ہیں کہ عمل کرنے پر بھی اجر نہیں ملتا۔ بلکہ اس عامل کے عمل سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ صوفیائے کرام کی صحبت میں رہنے اور ان کے فیض کی برکت سے اللہ تعالےٰ ان امراض سے شفا عطا فرما دیتا ہے۔ میں نے درس نظامی سارا پڑھا ہے اور اس وادی کے نشیب و فراز سے واقف ہوں۔ اس وادی میں کئی راہیں گزری ہیں۔ جب ہم نے استادوں سے یہ حدیث پڑھی اِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ ترجمہ۔ بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ کہ جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔ تو یہ قال ہوا۔ قال کو حال بنانے کے لئے مدت مدید چاہیئے۔ اور یہ صرف علماء کی صحبت میں بھی نہیں آ سکتا۔ اس کا عملی رنگ چڑھانے کے لئے اللہ والوں کی صحبت کی ضرورت ہے

دوسری حدیث شریف

ریا کے بارے میں اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ حضورؐ سب سے بڑا خطرہ شرک اصغر فرما رہے ہیں کہ وہ ریا ہے تو کیا اس حدیث پاک کے پڑھنے سے ریا نکل جاتا ہے؟ کیا دل اس بیماری سے پاک ہو جاتا ہے؟ اور کیا اسی طرح کبر اور عجب وغیرہ امراض سے آدمی پاک ہو جاتا ہے؟ نہیں صرف کتابیں پڑھنے سے صفائی نہیں ہوتی۔ ان امراض سے شفا پانے کے لئے کوشش کرنیوالا آدمی ہوتا ہے۔ یہ تاریکیاں رہتی ہیں۔ جبتک کسی با خدا کی صحبت میں نہ جائے اور یہ سبق پک نہ جائے۔ عالم ہو کر بھی یہ بیماریاں رہتی ہیں۔ عجب بھی ہے۔ کبر بھی ہے۔ ریا بھی ہے۔ حسد بھی ہے۔

تعلیم اور تزکیہ

تعلیم الگ ہے اور تزکیہ الگ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد باری تعالےٰ ہے۔ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ۔ آپ ان کا تزکیہ فرماتے ہیں اور آپ انہیں کتاب (قرآن مجید) پڑھاتے ہیں۔ تزکیہ کے معنی ہیں پاک ہونا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ان روحانی بیماریوں (گناہوں) سے پاک فرماتے ہیں۔ تعلیم (دین) تو مدارس عربیہ میں علماء کرام کے پاس ہوتی ہے۔ وہ عبور من القرآن تو کراتے ہیں۔ مگر تزکیہ نہیں کرا سکتے۔ ان روحانی بیماریوں کا علم تو حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن ان سے شفایاب نہیں ہوتے۔ ویسے اللہ تعالےٰ اگر کسی کو مادرزاد ولی پیدا کر دے تو اور بات ہے

ایک مرتبہ واہ چھاؤنی میں میرے پاس تین عالم بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا آپ کے پاس ایک جاہل آ کر بیٹھتا ہے۔ اس کو حقیر سمجھتے ہو کہ نہیں۔ اُسے جاہل سمجھتے ہو کہ نہیں۔ کیا یہ کبر نہیں ہے کہ ہم نے تو بڑی بڑی کتابیں پڑھی ہیں اور یہ جاہل ہے یہ کبر ہے۔ آپ کو یہ

سبق پڑھاتا ہوں

کہ سوچیں ممکن ہے کہ آپ نے اتنی کتابیں پڑھیں اور اللہ تعالےٰ کو وہ علم منظور نہو اور اس جاہل کی عاجزی اور حسرت بھری دعائیں اور نمازیں اللہ تعالےٰ کو قبول ہوں تو وہ مقبول اور تم مردود ہو۔ باطن کی صفائی کرانے کا نام ہے تزکیہ اور یہ محض کتابیں پڑھنے سے نہیں ہوتا۔ جب تک کسی اللہ کے بندے کی صحبت میں نہ بیٹھے۔ امراض باطنی نہیں جاتے کبر نہیں جاتا۔ عجب نہیں جاتا۔ صوفیائے کرام کی خدمت میں رنگ چڑھتا ہے۔ کہتے ہیں۔ طالب حق وہ ہے جو پرائے در پر مانگنے نہ جائے۔ بلکہ اپنے گھر سے بھی مانگنے نہ پائے۔ جو شخص دوسروں سے روٹی مانگتا ہے وہ باخدا نہیں ہے۔ وہ تو یہ سکھاتے ہیں۔ میں کہہ رہا تھا کہ کتابیں پڑھنے سے تزکیہ نفس نہیں ہوتا۔ حسد۔ ریا کبر۔ عجب سے صفائی نہیں ہوتی

میرے مربی

دو ہیں۔ اصل میں ایک ہی شیخ کے خلیفے ہیں۔ یعنی میرے دادا پیر ایک ہیں مجھے چالیس سال اپنے مربیوں سے فیض حاصل کرنے کی سعادت ملی ہے۔ حضرت دین پوری کی خدمت میں جاتا تھا۔ تو کچھ ملتا تھا۔ اور حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتا تھا تو کچھ ملتا تھا۔ میں نے جو کچھ پایا اللہ والوں سے پایا۔ ایک حرف بھی ان سے نہیں پڑھا۔ لیکن جو ہنر (اصلاح باطن) سیکھا وہ کسی عالم دین سے نہیں پڑھا۔ علماء قال کا حال نہیں بنا سکتے۔ کامل حال بناتا ہے۔

مجھے یقین نہیں ہے کہ آپ کی دو تین ہفتوں سے اصلاح ہو گئی ہے۔

مدت ہا باید کہ تا خون شیر شود

نفس کشی

کیا اسی کا نام ہے کہ بیوی سے روز لڑائی۔ بھائی بہنوں سے روز جھگڑا۔ یاد رکھئے کہ امراض روحانی مہلکہ ہیں۔ جب تک ان امراض کے گناہوں کے سبب سے سزا نہ بھگت لیں گے نجات محال ہے۔ اِلّا یہ کہ اللہ تعالےٰ مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور گناہ معاف کر کے دنیا سے لے جائے۔ ہر چیز کو مرضی الٰہی تصور کریں۔ کوئی ضرر پہنچانا خدا کی مرضی ہے تو دال میں نمک زیادہ پڑ گیا۔ بیوی کو کیوں کوستے ہو۔ مجھے ہرگز یقین نہیں ہے کہ دو تین ہفتے تقریر سننے سے آپ کی اصلاح ہو گئی ہوگی۔ کئی ساس کو کوستے ہیں۔ بیوی کو کہتے ہیں سور کی بچی حرامزادی۔ انہیں کوئی سؤر کا بیٹا کہے۔ تو برداشت کروگے۔ کیا حرامزادی سور کی بچی۔ یہ بدزبانی انسانیت کا کلام ہے؟ فرشتے لکھ نہیں رہے؟ پھر وہاں جواب دینا۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے۔ قیامت کے دن

اس کی باز پرس نہیں ہوگی۔

پچہ کارے کند عاقل کہ باز آرد پشیمانی

یہ تزکیہ نفس نہ ہونے کی علامتیں ہیں حضرت عمرؓ کی عدالت ہوتی تو تمہاری بیوی جا کر شکایت کرتی کہ مجھے اس نے حرامزادی کہا ہے تو کان سے پکڑے ہوئے عدالت میں لائے جاتے۔ حضرت عمرؓ پوچھتے کہ یہ لڑکی جس شخص کے حرام حمل سے پیدا ہوئی ہے اس کا نام بتلایئے ورنہ اس بہتان تراشی کی سزا پایئے۔ اور پھر درّے لگتے۔ تب حرامزادی کہنے والے کے ہوش ٹھکانے آ جاتے۔ کسی نے کہا ہے کہ غریب سے میرا غصہ ختم نہیں ہوتا اور امیر پر آتا ہی نہیں۔

نامۂ اعمال جو لائے ہو تو پھر اپنے نفس کو ملامت کرنا۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں انصاف ہوگا۔

مجھے تجربہ ہے

عربی مدارس میں حدیث شریف اور ترجمہ پڑھ لینے سے وہ بیماری نہیں نکلتی شیطان سب سے بڑا عالم ہے۔ بڑے بڑے عالموں کے گھٹنے ٹکوا دیتا ہے۔ علمیت پر مدارِ نجات نہیں ہے۔ بلکہ نجات کا مدار عمل پر ہے۔

خیال کیا کیجئے۔ مجھ میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ میں حقیر ہوں۔ متکبر عالم سے وہ جاہل بہتر ہے۔ جو نماز روزہ ادا کرتا ہے اور خدا سے ڈرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ آپ کو اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ حسد۔ کبر۔ عجب۔ ریا۔ یہ چار بیماریاں میں نے بیان کی ہیں۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ یہ سبق آپ کو پک گیا ہے۔ اب تو کشتی منجدھار میں ہے۔ جب خدا تعالےٰ کے ہاں جائیں گے اور اللہ تعالےٰ پاس کریں گے۔ پھر سمجھیں گے کہ اصلاح ہو چکی ہے۔ جب تک اپنی ہستی کو فنا نہ کر لیا جائے۔ اصلاح نہیں ہوتی۔

انگریز کے وقت

میں پرائمری سے لے کر ایم اے تک کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہیں تھا۔ کالجوں میں ہندو سکھ مسلمان سب پڑھتے تھے۔ اس لئے انگریز نے گول مول نصاب تعلیم مرتب کر رکھا تھا۔ اس کو تو حکومت کی مشینری چلانے کے لئے کل پرزوں کی ضرورت تھی۔ وہ تمہیں دین کیوں سکھاتا۔ کچھ دن ہوئے میرے پاس ایک لڑکا آیا۔ میں نے کہا بیٹا کیا پڑھتے ہو تو کہنے لگا۔ بی اے پڑھ چکا ہوں۔ میں نے پوچھا بی اے تک تمہارے کورس میں کہیں کلمہ طیبہ بھی تھا۔ اس نے کہا نہیں۔

یاد رکھو

وہ انگریزی دان (جو دینی تعلیم سے سراسر محروم رہے) قیامت کے دن ماں باپ پر لعنتیں بھیجیں گے کہ انہوں نے بی۔ اے۔ ایم اے تو کرایا۔ لیکن دین نہ سکھایا۔ اور کسی باخدا کی صحبت میں لا کر نہ بٹھایا۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ (سورۃ الاعراف ع ۸ پ ۲۲)

ترجمہ۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔ یعنی ہم نے ابا اور اماں کا کہا مانا۔ انہوں نے ہمیں گمراہ رکھا۔

انہیں ڈبل سزا دینا۔ کبرا سے مراد ابا اور اماں بھی ہیں۔ لڑکے لڑکیاں بی اے ہیں۔ پڑھ لکھ کر ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹریس بن جاتی ہیں۔ لیکن ایمان نہیں ہوتا۔ انجمن خدام الدین کا

مدرسۃ البنات

میں نے اس لئے بنایا ہے کہ مسلمان بچیاں انگریز کے پھندے سے بچ جائیں۔ الحمدللہ مدرسۃ البنات میں تیرہ استانیاں ہیں۔ دو وقت مدرسہ لگتا ہے تاکہ کلمۂ حق پہنچ جائے۔ قبل از دوپہر وہ لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ جو دوسرے سکول میں نہیں جاتیں اور بعد دوپہر وہ لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ جو دوسرے سکول میں پڑھتی ہیں۔ جب قرآن مجید ختم کرتی ہیں تو میں کہتا ہوں۔ بیٹی شکر کرو تم نے ماں باپ کو بھی دوزخ سے بچا لیا۔

اللہ تعالےٰ آپ کو امراض روحانی سے شفایاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ والوں کی صحبت میں مدت مدید رہنے سے ان امراض سے شفا ہوتی ہے۔ چار ہفتوں سے سمجھا رہا ہوں کہ حسد یہ ہوتا ہے کہ یہ نعمت اس کو کیوں ملی۔ مجھے کیوں نہیں ملی۔ یہ خدا تعالےٰ پر اعتراض ہے کہ مجھے کیوں نہیں دی۔ یہ سمجھیں کہ یہ نعمت اس کو اللہ تعالےٰ نے دی ہے۔ حسد کرنے میں خدا تعالیٰ سے دشمنی ہے۔ خدا تعالےٰ کا کیا بگاڑو گے خود جہنم میں جاؤ گے۔

کبر کا علاج

ہمیشہ اپنی کمزوریوں کوتاہیوں اور برائیوں پر نظر رکھو اور دوسروں کی خوبیوں پر نظر رکھو۔ اگر اپنی خوبیوں پر نظر کرو گے اور دوسروں کی برائیوں کو دیکھو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔

قال کا حال بنانے کے لئے میں چالیس سال اپنے بزرگوں کی خدمت میں آتا جاتا رہا ہوں۔ اُن کی صحبت کی برکت سے یہ نعمت حاصل ہوئی ہے۔

دعا کرتا ہوں

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو امراض روحانی سے شفایاب فرمائے۔ نہ حسد رہے نہ ریا رہے۔ نہ کبر رہے نہ عجب آمین یا الٰہ العالمین

سبحٰنک اللھم و بحمدک نشھد ان لا الٰہ الا انت نستغفرک و نعوذ بک من النار ۝

جناب ابن عبدالرحمن صاحب لدھیانوی

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

یا صاحب الجمال و سید البشر ✻ من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ ✻ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سرور کائنات محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ۲۲ر اپریل ۵۷۱ء کی صبح سعادت میں پیدا ہوئے اور ۲۲۳۳۰ دن اور چھ گھنٹے اس دنیا میں قیام فرما رہے۔ مسلمانوں کا دعوٰے ہے کہ آج تک اس کرۂ زمین پر کوئی انسان پیدا نہیں ہوا اور نہ آئندہ تا قیامت ہوگا۔ جس کے صحیح اور تفصیلی حالات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نوع انسانی کے سامنے موجود ہوں۔ آپؐ تمام نوع انسان کے لئے اللہ کے نبی ہیں۔ قیامت تک کے لئے ہیں اور آپ کا ہر فعل آئندہ نسلوں کے لئے نمونہ زندگی ہے۔

آپ نے فرمایا۔ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً میرے حالات دوسروں تک پہنچاؤ۔ خواہ ایک جملہ تمہیں معلوم ہو۔ اس حکم کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر وہ مسلمان جس نے ایک مرتبہ بھی آپ کو دیکھ پایا آپ کی حیات پاک کا مبلغ بن گیا۔

دوسرا حکم آپؐ نے یہ دیا۔ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (ترجمہ) جو شخص قصدًا کوئی غلط بات میری طرف نسبت کرے گا اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اس حکم کا نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اللہؐ کے محدث دنیا بھر کے مورخوں میں سب سے زیادہ صادق امین اور محتاط بن گئے

مذکورہ ہر دو احکام کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی دو لفظوں کا مجموعہ جو کسی وقت رسول اکرمؐ کی زبان مبارک سے نکل گیا۔ مسلمانوں نے اُسے ہوا کی موجوں میں جذب نہیں ہونے دیا۔ اور صحابہؓ کی زبان سے سیرت پاک کے متعلق جتنے بھی الفاظ کتابوں کے ورق پر آ گئے۔ وہ الفاظ نہ تھے۔ بلکہ واقعات کی جیتی جاگتی اور بولتی چالتی تصویریں تھیں۔ جب یہ صحت اور تفصیل بہم پہنچی تو دنیا بھر کے محقق اور مورخ چاروں طرف سے اُمنڈ آئے اور ماہتاب رسالت کے گرد ستاروں کا جھرمٹ لگ گیا۔

(۱) آپ کی پیدائش کے وقت دنیا میں دو بہت بڑی طاقتیں حکمران تھیں۔ ایران میں مجوسی حکومت اور روم میں عیسائی سلطنت

پیغمبر اسلام سے پہلے دنیا کی حالت کا نقشہ

ظہور اسلام کے وقت ایران پر مجوسی قوم حاکم تھی۔ عام لوگ ستاروں کو پوجتے تھے امیروں اور بادشاہوں کو سجدے کرتے تھے اور ان کے بھجن گاتے تھے۔ عام اجازت تھی کہ باپ بیٹی سے اور بھائی بہنوں سے شادی کر لیں۔ یزدگرد ثانی شاہ ایران نے خود اپنی بیٹی سے نکاح کیا اور پھر اُسے قتل کر ڈالا۔ ایران میں انسانیت کی ذلت اور پستی کی حد ہو گئی تھی۔ سپاہیوں اور افسروں کی اخلاقی حالت یہ تھی کہ ۶۱۱ء میں جب ایران نے بیت المقدس کو فتح کیا تو ایک دن میں عیسائیوں کے تمام گرجے جلا دیئے گئے۔ تین سو سال کے چڑھاوے اور یادگاریں لوٹ لی گئیں اور ۹۰ ہزار عیسائیوں کو تہ تیغ کر دیا گیا فاعتبروا یا اولی الابصار

(۲) رومی سلطنت میں سالہا سال کی دردناک خانہ جنگی۔ اندرونی سازشیں مذہبی لڑائیاں۔ روم اور فارس کی مسلسل اور طویل خونریزیاں رومی سلطنت کے زوال کا سبب تھیں۔ آپ اس زمانہ کی مذہبی حالت کا اندازہ چند ہی واقعات سے کر سکیں گے۔

ڈریپر لکھتا ہے کہ اس زمانہ میں ایک مریمی فرقہ پیدا ہوا۔ انہوں نے حضرت مریمؑ کو خدا کی ماں کا لقب دیا تھا اور دعوے کیا تھا کہ خدا کی تثلیث میں مریم بھی شامل ہیں۔ یہ تو پادریوں کی حالت تھی۔ اب رہے راہب یہ تو قسم کھاتے تھے کہ تمام عمر غسل نہیں کریں گے۔ کسی نے اپنے آپ کو دلدل میں ڈال دیا تھا۔ کوئی اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑے رکھتا ہے۔ کوئی سایہ کو اپنے اوپر حرام سمجھتا تھا۔ کوئی زندگی بھر کے لئے حجرے میں مقید ہو گیا تھا۔ یہ چیزیں ان کی دینداری کا معیار تھیں۔ وہ اس زندگی پر بہت فخر کرتے تھے۔ جب بادشاہوں اور مذہبی پیشواؤں کی یہ حالت ہو تو تمام پبلک کا جو کچھ حال ہوگا وہ بالکل ظاہر ہے گبن لکھتا ہے کہ چھٹی صدی کے خاتمہ کے قریب رومی سلطنت اپنے زوال کے پست ترین نقطہ تک پہنچ چکی تھی۔

(۳) عرب میں شراب خوری کی کوئی حد نہ تھی ہر ایک عرب کا گھر ایک مستقل شراب خانہ تھا۔ سود کا رواج عام تھا۔ ساہوکار قرضخواہوں کے بال بچوں تک رہن رکھواتے تھے شقاوت کی یہ انتہا تھی کہ عرب جنگجو زندہ جانوروں کو درخت کے ساتھ باندھ کر تیر اندازی کی مشق کیا کرتے۔ لڑائی میں حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر ڈالتے۔ عورتیں مقتول دشمنوں کا خون پیتیں اور کلیجہ نکال کر چبا جاتیں۔ عورتیں مقتولوں کے اعضاء کاٹ کر ہار بناتی تھیں۔

زنا کا رواج عام تھا۔ عشق بازی کی شان میں قصیدے لکھے جاتے اور فخریہ پڑھے جاتے۔ ملک میں شرم و حیا کا نام تک موجود نہ تھا۔ حج کعبہ میں ہزاروں اور لاکھوں آدمی جمع ہوتے اور مادر زاد ننگے ہو کر کعبہ کا طواف کرتے۔ سوتیلی ماؤں پر قبضہ کر کے بیوی بنا لیتے۔ حلال حرام کی کوئی تمیز نہ تھی۔ مردہ جانوروں کو کھا جانا ایک عام بات تھی۔ عربوں کا دستور تھا۔ کہ وہ ناپاک اور غیر صالح اعمال میں اپنے بتوں کو پشت و پناہ بنایا کرتے لیکن آنحضرتؐ نے ببانگ دہل کہا کہ یہ سب تمہارے ذاتی تصرفات ہیں۔ خدا تو صرف ایک ہے۔ جو اسود و احمر آقا اور غلام مرد و عورت بوڑھے اور بچے میں فرق نہیں کرتا اس کے نزدیک عربی و عجمی قریش اور غیر قریش ایک کانٹے میں تلتے ہیں۔ یہ انقلابی پیغام ان کے نزدیک آسانی سے قابل قبول نہ تھا۔ جب تک ان لوگوں کے سیم و زر کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ تو وہ آپ کے پیغام کو مجذوب کی بڑ سمجھتے رہے رسولؐ پاک نے جو بیج بویا تھا۔ آخر بار آور ہونا شروع ہوا اور تمام قبیلوں کے لوگ اُن پر ایمان لانے لگے۔ امیر و غریب، عورتیں، بچے اور بوڑھے اسلام کے جھنڈے تلے اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ وہ لوگ جن کے حقوق

دیکھو صفحہ ۱۲

(۱) بان کی چارپائی (۲) چمڑے کا گدہ۔ (۳) ایک صراحی (۴) دو مٹی کے گھڑے۔ (۵) ایک مشک اور دو چکیاں۔

آنحضرتؐ کا خلق عظیم

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ آپؐ فحش گو اور بدزبان نہ تھے۔ آپؐ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔ آپؐ نے اپنے نفس کی خاطر کبھی انتقام نہیں لیا۔ حضورؐ اپنے ہمنشین سے اپنے زانو کبھی نہ بڑھاتے آپ کل کے لئے کوئی چیز نہ اٹھا رکھتے آپ بڑے منکسر المزاج تھے۔ آپؐ نے مسکین بننا اختیار کیا۔ آپؐ تکیہ لگا کر نہیں کھاتے تھے آپؐ عام طور پر قمیص نہ بند اور چادر پہنتے تھے۔ سر پر عمامہ باندھتے تھے۔ دائیں کروٹ سوتے تھے۔ سونے سے پہلے آیات قرآنی پڑھتے تھے۔ آدھی رات کو بیدار ہو کر مسواک کرتے اور عبادت میں مشغول ہو جاتے۔ آپؐ کا حسنِ معاشرت تمام جہان کے لئے نمونہ ہے۔ تمام ازواج مطہرات کے ساتھ آپؐ کا سلوک یکساں تھا۔ کبھی کسی کو شکایت کا موقعہ نہ دیتے۔ بچوں اور خصوصاً یتیموں سے حد سے زیادہ شفقت فرمایا کرتے تھے۔ غلاموں کے ساتھ آپؐ کا حُسنِ سلوک ضرب المثل ہے۔ صدق و صفا حضورؐ کی فطرت کا خاصہ تھا۔ امانت و دیانت میں وہ نام پیدا کیا کہ بچپن ہی سے صادق و امین کا لقب پایا۔ سخاوت اور تواضع میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ مال و دولت کے جمع کرنے کا کبھی بھول کر بھی خیال نہ آیا۔ فقرا اور مساکین کی دلجوئی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتے۔ طبیعت میں حیا کا مادہ بدرجہ اتم تھا۔ مگر پھر بھی رعب و جلال کا یہ عالم کہ بڑے بڑے دل گردے والے آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہ کر سکتے تھے عفو و ایثار میں دنیا نے آج تک آپؐ کا ثانی پیدا نہیں کیا۔ دشمنوں کو فراخدلی اور خندہ پیشانی سے معاف فرماتے۔ فقر و غنا آنحضرتؐ کی گھٹی میں تھے۔ الغرض آپؐ کی ذات گرامی شرافت و مناقب انسانی کے جملہ اوصاف و کمالات کی جامع تھی۔

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا پ۹ ع۱۰ (بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں) آپؐ کی بعثت تمام دنیا کے لوگوں کو عام ہے۔ صرف عرب کے اُمّیین یا یہود و نصاریٰ تک ہی محدود نہیں۔ جس طرح خدا تعالےٰ شہنشاہ مطلق ہے اُسی طرح آپ اس کے رسول مطلق ہیں۔ بجز اس کے کچھ نہیں ہے کہ آپؐ کی پیروی کی جائے۔ آپؐ پر ایمان لانا تمام پیغمبروں رسولوں اور آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کے برابر ہے

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (سورہ نجم پ۲۷)

ایک حرف بھی آپؐ کے دہن مبارک سے ایسا نہیں نکلتا جو خواہش نفس پر مبنی ہو۔ بلکہ جو کچھ بھی آپؐ دین کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔ وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے

انبیاء علیہم السلام آسمانی نبوت کے ستارے ہیں۔ جن کی روشنی اور رفتار سے دنیا کی رہنمائی ہوتی ہے اور جس طرح تمام ستاروں کے غائب ہونے کے بعد آفتاب درخشاں طلوع ہوتا ہے۔ ایسے ہی تمام انبیا کے تشریف لے جانے کے بعد آفتاب محمدیؐ مطلع عرب سے طلوع ہوا۔ طلوع آفتاب کے بعد مٹی کے چراغ جلانا یا گیس بجلی اور ستاروں کی روشنی تلاش کرنا محض لغو اور کھلی حماقت ہے۔

گر ارض و سما میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

آنحضرتؐ کے فرمائے ہوئے احکام و سنن و آداب کی اتباع و اقتدا از حد ضروری ہے اور یہ کہ ان کا منکر حد ایمان سے خارج بتلایا گیا ہے۔

آپؐ کی سیرت پر قرآنی شواہد

اور یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ وہ رحمۃ للعلمین (وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ پ۱۷ ع۷) جسکی نبوت ساری دنیا پر مشتمل ہے (وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ پ۲۱ ع۹) وہ ہادیٔ برحق جن کا ہر وقت کا کام مخلوق کو ہدایت کرنا تھا۔ (وَ اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ پ۲۵ ع۱۰) وہ ذات پاک جو مومنین کے حال پر خاص رحم فرمانے والے ہیں۔ (حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ پ۱۱ ع۵) بلکہ وُہ کریم جو کفار مخالفین کے ایمان نہ لانے پر نہایت پریشان ہوں اور اُن کے ساتھ ہمدردی رکھیں (فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا پ۱۵ ع۱۳۔ اور یہ تمام آپکے کمال حسنِ خلق کی وجہ سے تھا۔ جیسے کہ فرمایا (وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ پ۲۹ ع۱۳) اور جنکی تشریف آوری اور قیام کی برکت کے باعث لوگوں سے خاص قسم کے قدیم آسمانی عذاب اٹھا دیئے گئے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ (پ۹ ع۱۸) وہ ذات اطہر جن پر حق سبحانہ و تعالےٰ اور ان کے ملائکہ ہر دم رحمت برسائیں اور تمام مومنین کو بھی ان پر صلوٰۃ وسلام کا حکم ہو۔ (اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ پ۲۲ ع۴) وہ شخصیت با برکت جس کے متعلق فرمایا گیا۔ (اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (———) نبی مومنوں کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور وہ نبی جو خاتم النبیین ہوں تو ایسے نبیؐ اللہ العظیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہمیں جان و دل سے والہانہ محبت رکھنی چاہیئے۔ آپ کو یتیمی کی حالت میں بذریعہ آپ کے دادا عبدالمطلب بہترین کفیل عنایت کیا (اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى پ۳۰) آپ کو بوساطت حضرت خدیجہؓ دولت سے مستغنیٰ فرما دیا۔ (وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى پ۳۰) آپؐ کو انشراح صدر سے نوازا گیا۔ آپؐ کو خیر کثیر اور حوض کوثر عطا کیا گیا۔

ہم نے تو تیرے اوپر وہ لطف و کرم کیا ہے جو کبھی کسی بندہ پر نہیں کیا۔ ہم نے تیرے سینہ کو معرفت کے لئے کھول دیا۔ اُسے اپنی نورانیت سے لبریز کر دیا۔ (اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ پ۳۰) ہم نے اپنے فضل و کرم سے اس بوجھ سے تجھے نجات دی اور وحی کی روشنی سے تجھے پوری پوری راہ راست دکھا دی۔ بلکہ اس نعمت سے بھی سرفراز فرمایا۔ کہ دوسروں کو بھی راہ راست دکھاتا رہ۔ (وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ پ۳۰)

یہ مکہ کے کافر اپنے نزدیک تجھے مٹا دینے کی فکر میں ہیں۔ لیکن ہم نے تو تیرا ذکر بلند کیا ہے۔ (وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ) (پ۳۰) — پھر جس ذکر کو ہم بلند کر دیں۔ کون اس کو مٹا سکتا ہے۔ مخالفین اور سازشیں کرنے والے خود ہی مٹ جائیں گے اور تیرا نام ان سب کو پست و سرنگون کرکے خود ممتاز و سربلند رہے گا۔

آپؐ کو مُبَشِّر (خوشخبری دینے والا) نذیر (ڈرانے والا) دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ (خدا کی طرف بلانے والا) سِرَاجًا مُّنِيْرًا (روشن چراغ) کے القاب مرحمت فرمائے گئے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

پچھلے جاتے تھے اور جن کے سروں پر ظلم و ستم کے آرے چلتے رہتے۔ بیک آواز پکار اُٹھے۔ یہ انسان تو ہمارے لئے رحمت کا سرچشمہ ہے۔ آپ کی درخشاں شخصیت کی روشنی سے جہالت اور گمراہی کی تاریکیاں کافور ہوگئیں اور جہاں باہمی رقابت کہنہ اور انتقام کے بوجھ سے زمین کی کمر ٹیڑھی ہو رہی تھی۔ وہاں اخوت و محبت کا دریا ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ تمام عربوں نے پیغمبر اسلام کی قیادت کے آگے سرتسلیم خم کر دیا۔

سرور کائنات کا خدا سے تعلق

سیرت نبوی کا اولین پیغام یہ ہے کہ ہر انسان ہر وقت خدا کو اپنے سامنے سمجھے اور خدا کے لئے زندگی بسر کرے۔ آنحضرتؐ کی ذات پاک ایسی ہی مبارک زندگی کا نمونہ کامل تھی۔ آپ کے دل و دماغ ہر وقت جلال خداوندی سے لبریز تھے۔ آپؐ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت یاد خدا میں مصروف رہتے۔ جب بھی کوئی کام شروع فرماتے۔ اللہ کا نام ضرور لیتے ساری دنیا تھک کر سو جاتی۔ مگر آپ کا دل اور زبان ذکر خدا سے سیر نہ ہوتا۔ رات اور دن پاک جسم اور صاف لباس کے ساتھ نماز ادا فرماتے بارگاہ الٰہی میں اتنی دیر کھڑے رہتے کہ پاؤں پر ورم آ جاتا۔ اس طویل شب بیداری کے بعد جب بستر پر آتے تو پھر قرآن پاک کی سورتیں شروع کر دیتے اور اس قدر رقت اور دلسوزی سے اللہ کی کتاب پڑھتے۔ کہ سننے والوں کے دل پگھل جاتے۔ کبھی راتوں کا قبرستان کو نکل جاتے اور خوف خدا سے آنسو بہاتے۔ خوشی ہوتی تو اللہ کو پکارتے۔ مصیبت آتی تو خدا کو یاد فرماتے۔ زور کی ہوا چلتی تو سہم کر قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے اور دعا کیلئے ہاتھ اٹھا دیتے۔ جب قرآن کریم میں عذاب الٰہی کی آیات نازل ہوئیں تو اللہ تعالیٰ سے اس قدر ڈرنے لگے۔ کہ بڑھاپا اتر آیا اور بال سفید ہوگئے۔ صحابہ کرامؓ جب یہ دلگداز حالتیں دیکھتے تو سوال کرتے یا رسول اللہؐ! آپ تو اللہ کے رسول ہیں پھر اتنا غم کیوں فرماتے ہیں۔ جواب میں ارشاد فرماتے۔ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

خدمت خلق

آپ کے مذہب میں خدا سے تعلق پیدا کرنے کا دنیوی حاصل صرف یہ ہے کہ انسان خدا کی مخلوق کا خادم بن جائے۔ آپ کا ارشاد ہے سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ (قوم کا سردار وہ ہے جو قوم کا خادم ہو)۔ ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا۔ اَلْخَلْقُ عَيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ عَيَالَهُ۔ تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔ اللہ کے نزدیک سب سے محبوب وہ انسان ہے جو اُسکی مخلوق کے ساتھ بہتر سلوک کرے۔ حضورؐ کا ذاتی نمونہ ملاحظہ ہو۔ آنحضرتؐ غریبوں اور مسکینوں سے بہت محبت فرماتے۔ دوست اور دشمن سب کے ساتھ خوش ہو کر ملتے۔ اپنے خادم کے کام کاج میں امداد دیتے۔ بازار سے اپنی اور ہمسایہ عورتوں کی جن کے آدمی موجود نہ ہوتے چیزیں خریدتے اور خود ہی اٹھا لاتے۔ ہر ادنےٰ و اعلےٰ کو پہلے سلام کرتے۔ ہر ایک کو نیک مشورہ دیتے اور خیر و ثواب کی ترغیب فرماتے۔ کوئی نیک کام دیکھتے تو اسی وقت اس کی امداد کو تیار ہو جاتے۔ مسافر۔ مظلوم۔ بیوہ۔ یتیم کو ہر وقت پوچھتے۔ اور انہیں سہارا دیتے۔ اپنوں اور بیگانوں کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے جاتے۔ بیمار کو تسلی دیتے۔ بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں پہلے السلام علیکم کہتے اور پھر پیار فرماتے۔ بوڑھوں کی عزت کرتے۔ سائل کو کبھی رد نہ فرماتے۔ اگر کچھ پاس موجود نہ ہوتا تو قرض اٹھا کر بھی اس کا سوال پورا کرتے جب کوئی دوست انتقال کر جاتا تو اس کا مال وارثوں کو دلاتے۔ لیکن اگر وہ مقروض ہوتا تو قرضہ خود ادا فرماتے۔ خدمت خلق کی بہت ترغیب دیتے۔ فرماتے اپنے غلاموں کو برابری کے حقوق دو۔ انہیں آزادی دلاؤ۔ اپنی لونڈیوں سے نیک سلوک کرو بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ یتیم بچوں کے مال کی حفاظت کرو۔ مقروضوں کی امداد کرو۔ تاکہ ان کے بوجھ ہلکے ہو جائیں۔ ہمیشہ صدقہ جاریہ کی ترغیب دیتے۔ فرماتے پھلدار درخت لگاؤ۔ مسجدیں بنواؤ۔ کنوئیں کھدواؤ۔ اور انہیں خلق خدا کی آسائش کے لئے وقف کر دو۔ بے زبان حیوانات سے ہمدردی کا حکم فرماتے۔

آپؐ کے مشاغل

آپؐ ہر قسم کا کام اپنے ہاتھ سے کرتے مویشیوں کو چارہ ڈالتے۔ بکریاں دوہتے۔ کپڑے دھوتے اور ان میں اپنے ہاتھ سے پیوند لگاتے۔ جوتے گانٹھ لیتے۔ گھر میں جھاڑو دے دیتے۔ خادم سے مل کر کام کراتے جب مسجد نبوی کی تعمیر شروع ہوئی تو آپؐ بھی مزدوروں کی صف میں شامل تھے۔ مٹی کھودتے تھے اور ڈھوتے تھے۔ اس قدر بھاری پتھر اُٹھاتے کہ جسم مبارک لپک جاتا تھا

آپؐ کی گفتگو

آپؐ اکثر خاموش رہتے۔ کبھی بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے۔ تقریر میں اس قدر ٹھہر ٹھہر کر فرماتے کہ صحابہ کرام ایک ایک جملہ انگلیوں پر گن لیتے۔ وعظ و نصیحت کبھی کبھی فرماتے۔ کیسا بھی غریب آدمی آپ کو بلاتا۔ جواب میں ہمیشہ لبیک فرماتے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر اپنے احباب کا شکریہ ادا کرتے۔

مجلسی عادات

سید عالمؐ کی مجلسی عادات بے حد پاکیزہ اور مقبول تھیں۔ آپ غربا میں رہ کر خوش رہتے۔ ہر ادنےٰ و اعلےٰ کو پہلے سلام کرتے مصافحہ کے لئے پہلے ہاتھ بڑھاتے۔ کوئی چیز خواہ کس قدر بھی کم ہوتی۔ اس کے کھانے میں دوستوں کو ضرور شامل فرما لیتے جو چیز سامنے لائی جاتی اُسے محبت سے کھاتے۔ آپؐ کی زبان اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچتی۔ مہمانوں کی خدمت کرتے اور انہیں اپنی چادر بچھا دیتے۔ کسی کی برائی اور عیب میں شامل نہ ہوتے۔ دوستوں کے حق صحبت کو بہت ملحوظ رکھتے۔

آپؐ کا مسکن

آپؐ جس حجرے میں رہتے تھے اس کی دیواریں کچی تھیں۔ کھجور کے پٹھوں اور اونٹ کے بالوں کی چھت تھی۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ آپؐ کے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔ اور دیکھا کہ آپ کھری چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ جسم مبارک پر رسیوں کے نشان پڑے ہوئے ہیں۔ ایک گوشہ میں چند سیر جو ہیں اور ایک کھونٹی پر ایک جانور کی کھال لٹک رہی ہے۔ بس سرور کائنات کے گھر کی ساری پونجی یہی تھی۔ حضرت عمرؓ یہ حال دیکھ کر رونے لگے۔ فرمایا عمر! کیا تم خوش نہیں کہ قیصر و قصریٰ اس چند روزہ زندگی کے عیش منائیں اور ہم دائمی راحت و آرام سے سرفراز کئے جائیں۔

سنہ ۲ھ میں آپ نے اپنی بیٹی فاطمہ کا حضرت علیؓ سے نکاح کیا۔ اس وقت حضرت علیؓ کے پاس صرف تین چیزیں تھیں۔ ایک بھیڑ کی کھال۔ ایک پرانی یمنی چادر اور ایک زرہ۔ فرمایا یہ کافی ہیں۔ آپؐ نے اپنی بیٹی کی رخصت پر یہ چیزیں جہیز میں دیں۔

دیکھو صفحہ ۱۱

(آپ کا اسوہ حسنہ قابل تقلید جتلایا گیا)
اللہ کی طرف سے تمہاری طرف ایک نور ہدایت اور کتاب مبین آئی۔ اللہ اس کے ذریعہ اپنی رضا چاہنے والوں کو سلامتی اور زندگی کی راہوں پر ہدایت فرماتا ہے اور اُن کے آگے صراط مستقیم کھولتا ہے۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۞ (پ۶ ع ۷)۔

لیکن دنیا شقاوت و حرمانی کے درد سے پھر دکھیا ہو گئی۔ انسانی شر و فساد اور ظلم و طغیان کی تاریکی خدا کی روشنی پر غالب ہونے کے لئے پھیل گئی۔

پھر آہ! تم اس کے آنے کی خوشیاں تو مناتے ہیں۔ پھر اُس کے ظہور کے مقصد سے غافل ہو گئے ہو اور جس غرض کے لئے آیا۔ اس کے لئے تمہارے اندر کوئی ٹیس اور چبھن نہیں۔

یہ ماہ ربیع الاول اگر تمہارے لئے خوشیوں کی بہار ہے تو صرف اس لئے کہ اس مہینہ میں دنیا کی خزانِ ضلالت ختم ہوئی اور کلمہ حق کا موسم ربیع شروع ہوا پھر اگر آج دنیا کی عدالت سموم ضلالت کے جھونکوں سے مرجھا گئی ہے۔ تو اے غفلت پرستو! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ بہار کی خوشیوں کی رسم تو مناتے ہو مگر خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے۔
(مولانا ابوالکلام آزاد)

شانِ رسالت

کائنات عالم سے نرالی شان محمدی ﷺ ہے
خدا آپ کا رب العالمین۔ نبوت آپ ﷺ کی رحمۃ للعٰلمین کتاب آپ کی نذیر للعالمین
خدا آپ کا رحمٰن الرحیم اور آپ بالمومنین رؤف الرحیم۔ خدا آپ کا مالک یوم الدین اور آپ شفیع المذنبین

محمد مصطفےٰ ﷺ گنج سعادت کے امیں تم ہو
شفیعُ المذنبیں ہو رحمۃ للعٰلمیں تم ہو

خصوصیات

(۱) آپ کافۃ للناس کے لئے مبعوث کئے گئے تھے۔ آپ نے اپنی شریعت کی مشعل سے تمام شریعتوں کے ٹمٹماتے چراغوں کو گل کر دیا۔

(۲) آپ کے رعب کی دھاک ایک ماہ کی مسافت کی دوری پر لوگوں کے دلوں پر بیٹھ جاتی تھی

(۳) خدا تعالےٰ نے آپ کے لئے مال غنیمت حلال کیا۔

(۴) روئے زمین کو مسجد اور اسکی مٹی کو طاہر بنا دیا۔

(۵) آپ کو مقام محمود عنایت کیا گیا۔

(۶) جو آپ پر ایمان لایا۔ وہ مسخ شکل بگڑنے اور خسف (دھنسنے) سے بچ گیا

سیّد عالم سر سے قدم تک شرح جمال لم یزلی ہیں

نورِ مجسم حُسنِ سراپا صلی اللہ علیہ وسلم

آپ دونوں جہان جن و انس عرب و عجم دونوں فریقوں کے سردار ہیں۔ آپ حسن سیرت اور کریمانہ اخلاق میں تمام انبیاء سے فوقیت رکھتے ہیں۔ آپ بشر ہیں مگر تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔

آپ اول الانبیاء ہیں۔ جس وقت آدم روح و جسم کی درمیانی حالت میں تھے یعنی مٹی کا پتلا بے جان تھا۔ اس وقت آپ کے لئے نبوت نامزد ہوئی۔ گو آپ ﷺ کا ظہور سب سے آخر میں ہوا۔ (ترمذی)

آپ اول المسلمین بھی ہیں۔ یعنی اُمت محمدیہ کے اعتبار سے آپ کا اسلام میں اول نمبر ہے۔

آپ دائرہ نبوت میں مرکز کی حیثیت رکھتے ہیں اور باقی جملہ رسل و انبیا دائرہ کے محیط پر ہیں۔ محیط کے پہلے نقطہ پر آدم ؑ کا سلسلہ بغیر ماں باپ کے تھا۔ اور آخری نقطہ پر حضرت عیسیٰ ؑ ہیں جو بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور آپ ابھی شکم مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد بزرگوار اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

آپ ﷺ نے اپنی مثال ایک قصر نبوت سے دی۔ جس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ آپ نے فرمایا وہ اینٹ میں ہی ہوں۔ اور میں بدیں وجہ خاتم الانبیاء ہوں سو آپ ایک صورت میں اول الانبیاء اور دوسری صورت میں خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی۔ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائیگی۔ جس کو ملنی تھی مل چکی۔ اسی لئے آپ کی نبوت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا۔ جو قیامت تک چلتا رہے گا۔

آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ اگر آج موسیٰ ؑ زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ آپ کا شفاعت کبریٰ کے لئے پیش قدمی کرنا اور تمام نسل آدم کا آپ کے جھنڈے تلے جمع ہونا اور شب معراج میں بیت المقدس کے اندر تمام انبیاء کی امامت کرانا حضور ﷺ کی سیادت عامہ اور امامت عظمیٰ کے آثار میں سے ہے

آفاقہا گردیدہ ام مہرِ بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

گر نبودی ذات پاک مجتبےٰ
باز اصحابش بخورم اصفدا
کے رسیدی ایں کلام حق بما
رحمت اللہ علیہم دائما

ذات پاکش منبع علم و حکم
زیں سبب شد اُمتش خیر الامم

حضرت ابوسعید خدری ؓ کہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ مگر یہ بات فخریہ نہیں ہے۔ علم حمد میرے ہاتھ میں ہو گا۔ اور یہ بات فخریہ نہیں ہے۔ اور قیامت کے دن آدم علیہ السلام سے لے کر ہر نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہو گا اور سب سے پہلے میں ہی زمین سے برآمد ہوں گا۔ مگر یہ بات میں فخریہ نہیں کہتا اور قیامت کے دن سب سے پہلے میں ہی شفاعت کروں گا۔ اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول ہو گی۔ میں تمام اولین و آخرین کا سردار ہوں۔ مگر میں یہ بات فخریہ نہیں کہتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہم دنیا میں پچھلے ہیں اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔ میں ایک بات بغیر فخر کے کہتا ہوں۔ کہ ابراہیم ؑ خلیل اللہ تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تھے۔ اور میں حبیب اللہ ہوں۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

اشتراکیت اور اسلام

بقیہ از صفحہ ۳

ایک مسلمان اور اپنی جان میں امتیاز کا تصور نہیں آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کوئی دربان مقرر نہیں کیا نہ پہرہ دار یہاں تک کہ ایک قاتلانہ حملے کے شکار ہو گئے۔ اس افسوس ناک واقعہ کے ہوتے ہوئے بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نہ اپنی حفاظت کا خاص انتظام کیا نہ اپنے خون کو دوسروں کے خون سے زیادہ قیمتی قرار دیا۔ چنانچہ وہ بھی شہید ہو گئے۔ ان واقعات کے باوجود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی سنت نہیں چھوڑی اور اپنے لئے عوام سے علیحدہ ہو کر کوئی طریق زندگی تجویز نہیں فرمایا یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔ کون ہے جو ان پاک نفوس کی طرح جان کی کوئی پرواہ نہ کرے۔ مگر اصول کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔

(ک) اب اشتراکی اصول خود ہی ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ پہلے ذاتی جائداد کی تیز مخالفت کی گئی۔ اب سبزی ترکاری کے بہانے تھوڑی بہت اراضی ذاتی ملکیت قرار دی جانے لگی ہے۔ پہلے وہ غیر اشتراکی ممالک کو اپنا دشمن سمجھتے اور وہاں کمیونزم کا پروپگنڈا کرتے مگر اب خالص شخصی حکومتوں سے تعاون و اتحاد کی پالیسی پر گامزن ہیں۔

(و) بعض اشتراکیت پسند کہتے ہیں کہ جناب اسلامی اصول بے شک نہایت اعلیٰ اور پاکیزہ ہیں اور ان کی موجودگی میں اور کسی ازم کی ضرورت نہیں ہے مگر کیا کیا جائے کہ اسلامی اصول پر آج کسی ملک میں عمل نہیں ہو رہا کمیونزم تو اب عملی اصول ہے۔ جس کو آدھی دنیا نے اپنا لیا ہے بظاہر ہے کہ ان کی اس منطق میں کوئی وزن نہیں ہے۔ بات تو اصول کی ہے۔ جو اصول زیادہ پاکیزہ اور فطرت انسانی کے مطابق ہوں۔ ان کی اشاعت کی سعی کرنا اور ان کو نوع انسان کا دستور العمل بنانے کی جد وجہد کرنا خود انسانی فریضہ ہے۔ چاہے کتنی ہی کم کامیابی ہو پھر جو زور قلم یا زور زبان آپ کمیونزم کی اشاعت پر خرچ کرتے ہیں وہ اسلامی اصول کی اشاعت کے لئے کیوں نہیں کرتے ،،

خوئے بد را بہانہ بسیار"

آخر خدائے زمین وزماں اور خالق کون و مکاں کے انکار پر جو اصول منتج ہوں۔ ان کو خَسِرَ الدُّنیَا وَ الآخِرَۃ کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں۔

مسلمانوں سے درخواست

آخر میں ہم مسلمانوں سے عرض کرینگے کہ اسمیں شک نہیں کہ عالم محسوسات و مدرکات میں سمع و بصر کی خدا داد نعمتوں سے اہل مغرب نے کام لیکر پوری چھان بین کی اور قدرت کے پوشیدہ خزانوں میں سے بہت سی چیزیں حاصل کر کے انسان کی مادی ترقی کو چار چاند لگائے ہیں اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کَلِمَۃُ الحکمۃ ضالۃ المومن کہ دانائی کی ہر بات مومن کی گمشدہ چیز ہے۔

ہم اپنی ترقی بقاء اور حفاظت کے لئے اس کو حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر غیر محسوس روحانی دنیا کے آسمانی اصول پر جن افکار و خیالات کے ر پڑے ان کو اندھا دھند قبول کر لینا ایمانی تقاضے کے قطعاً خلاف ہے آج سارا مغرب صنفی اور اخلاقی اقدار کی عدم تحدید سے نالاں و پریشان ہے ہمیں تمام اطراف و جوانب سے نظریں ہٹا کر اپنے اصلی مرکز مدینہ منورہ کی طرف اپنی توجہات مرکوز کر دینی چاہئیں۔

عقیل احمد شبیر کوٹ ادو

مُسلم سے خطاب

کس قدر ہنگامہ آرا ہے جہانِ رنگ و بُو
جس کے ہر ذرے سے ہم کو آ رہی ہے خوں کی بو

فرقہ بندی نے ہی پھونکا خرمنِ اسلام کو
چھیڑ رکھی ہے صبا نے آج بھی یہ گفتگو

اے چمن والو خدارا اب تو آؤ ہوش میں
ہے فلک کو پھر سے بربادی کی دیکھو جستجو

طارق و خالد کے ہنگامے ہیں تیرے منتظر
اندلس و یروشلم کو پھر ہے تیری جستجو

دخترِ رز سے کر نہ پیدا سوز و مستی کی رمق
کوثر و تسنیم سے لبریز ہے تیرا سبو

غیر کا دستِ نگر رہنا تجھے زیبا نہیں
اپنے خوں سے آپ پیدا کر جہانِ رنگ و بو

عرش و کرسی ہے تری لوح و قلم تیرے لئے
عظمتیں بھولا ہے اپنی شان کو پہچان تو

جناب محمد شفیع عمر الدین (میرپور خاص)

انجام

۲:

جھٹلانے والوں کا انجام

احکام الٰہی کی تکذیب کرنے والوں کا انجام بُرا ہے۔ کاش! وہ اس حقیقت پر غور کرتے اور ہوش سے کام لیتے!

(۱) قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝

(آلِ عمران آیت ۱۳۷)

ترجمہ:۔ تم سے پہلے کئی واقعات ہو چکے ہیں۔ سو زمین میں سیر کرو۔ اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہُوا۔

حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ فرماتے ہیں:۔ "کافروں کا مقابلہ نبیوں سے قدیم دستور ہے ہر ملک کی خبر تحقیق کرو تو جانو کہ اول نبیوں پر بھی تکلیفات گزری ہیں۔ لیکن آخر جھٹلانے والے خراب ہوئے جنگ اُحد میں ستر مسلمان کامل شہید ہوئے۔ اور لڑائی بگڑی۔ اس واسطے حق تعالےٰ تقویت فرماتا ہے"۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ:۔ "تم سے پہلے بہت قومیں اور ملتیں گزر چکیں۔ بڑے بڑے واقعات پیش آچکے۔ خدا تعالےٰ کی عادت بھی بار بار معلوم کرا دی گئی۔ کہ ان میں سے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی عداوت اور حق کی تکذیب پر کمر باندھی۔ اور خدا و رسول کی تصدیق و اطاعت سے منہ پھیر کر حرام خوری اور ظلم و عصیان پر اصرار کرتے رہے۔ ان کا کیسا بُرا انجام ہُوا یقین نہ ہو تو زمین میں چل پھر کر ان کی تباہی کے آثار دیکھ لو۔ جو آج بھی تمہارے ملک کے قریب موجود ہیں۔ ان واقعات میں غور کرنے سے معرکۂ اُحدؓ کے دونوں حریفوں کو غور کرنا چاہیئے۔ یعنی مشرکین جو پیغمبر حقؐ کی عداوت میں حق کو کچلنے کے لئے نکلے۔ اپنی تھوڑی سی کامیابی سے مغرور نہ ہوں کہ ان کا آخری انجام بجز ہلاکت و بربادی کے کچھ نہیں۔ اور مسلمان کفار کی سختیوں اور وحشیانہ دراز دستیوں یا اپنی ہنگامی پسپائی سے ملول و مایوس نہ ہوں۔ آخر حق غالب و منصور ہو کر رہے گا۔ قدیم سنت اللہ یہی ہے۔ جو ٹل نہیں سکتی"۔

(۲) قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝

(الانعام آیت ۱۱)

ترجمہ: کہہ دو کہ ملک میں سیر کرو پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہُوا۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی مدظلہ، فرماتے ہیں:۔ "تباہ شدہ قوموں کے کھنڈر جا کر دیکھو۔ اور ان کے حالات سنو کہ دعوت الی اللہ دینے والوں کی تکذیب کے باعث کس طرح عذاب میں مبتلا کئے گئے ہیں"۔

(۳) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ط فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝ (النحل آیت ۳۶)

ترجمہ: اور البتہ تحقیق ہم نے ہر امت میں پیغام دے کر رسول بھیجا۔ کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچے رہو۔ پھر ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی۔ اور بعض پر گمراہی ثابت ہوئی۔ پھر ملک میں پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہُوا۔

حاصل کلام ہر امت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرات انبیاء علیہم السلام آئے ان سب حضرات کی تعلیم کا خلاصہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرو اس کے اوامر پر عمل کرو۔ اس کی منع کی گئی باتوں سے رک جاؤ۔ ہدایت کا سیدھا راستہ چھوڑ کر شیطان کے پیرو مت بنو۔ لہذا جو اس تعلیم پر چلے وہ کامیاب رہے۔ اور شیطان کے پیرو خسارہ میں رہے۔ ان کا انجام بُرا ہُوا۔

یہ ذکر ہماری ہدایت کے لئے فرمایا اگر ہم نے صراطِ مستقیم چھوڑ کر شیطانی راہ اختیار کی۔ اور قرآن و حدیث (جو قرآن کی شرح ہے) پر عمل کرنے کی بجائے ان کو جھٹلایا تو ہمیں ڈرنا چاہیئے کہ کہیں ہم بھی، سنت اللہ کے مطابق پہلے جھٹلانے والوں کی طرح برباد نہ ہو جائیں۔

افسوس ہم پہلی تباہ شدہ اقوام کے کھنڈرات اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ہماری سیر و سیاحت عبرت کی بجائے لہو لعب کا سامان مہیّا کرتی ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ۝ (الحشر آیت ۲)

ترجمہ: پس اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو"۔

اہل بصیرت وہ ہے جو دوسروں کے حالات دیکھ کر خود چوکنا ہو جائے۔ اور رجوع الی اللہ کر لے۔ بربادی سے بچ جائے۔

سابقہ اقوام کا انجام

انسان مال و زر، زمین اور علم و سائنس کے نشے میں اتنا دور چلا جاتا ہے۔ کہ خدا کو فراموش کر دیتا ہے۔ بد نصیب اتنا بھی نہیں سوچتا کہ سابقہ اقوام جو علم و ہنر اور مال و دولت میں اس سے بڑھ کر تھیں۔ کس طرح اپنی سرکشی اور طغیانی اور ظلم کے باعث نیست و نابود ہو گئیں۔

(۱) أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ ط كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ط وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ ۝

(المؤمن آیت ۲۱)

ترجمہ:۔ کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی کہ دیکھتے ان لوگوں کا انجام کیسا تھا، جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ وہ قوت میں ان سے بڑھ گئے تھے۔ اور زمین میں آثار کے اعتبار سے بھی۔ پھر اللہ نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب پکڑا۔ اور ان کے لئے اللہ سے کوئی بچانے والا نہ تھا۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا تیری رسالت کی تکذیب کرنے والوں نے زمین میں سیر نہیں کی کہ دیکھتے ان لوگوں کا کیسا انجام ہوا جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا۔ پھر وہ عذاب الٰہی کی گرفت سے نہ بچ سکے۔ حالاں کہ وہ ان سے زیادہ طاقت کے مالک تھے ان کے مکانات کے کھنڈرات اس بات پر گواہ ہیں کہ ان کی بہت بڑی طاقت تھی۔ اور بڑے جنگ جو تھے۔ مگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کفر کرنے اور گناہوں

کی پاداش میں جب ان کی گرفت ہوئی تو کوئی چیز ان پر سے عذاب الٰہی نہ ٹال سکی" (حضرت ابن کثیرؒ)

خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تعلیم اور صراط مستقیم کو پس پشت ڈالنے والوں کو اپنا بد انجام مذکورہ بالا آیت کے آئینے میں دیکھ کر فوراً تائب ہونا چاہیے۔ ورنہ علم و ہنر مال و دولت اور ہر قسم کی طاقت جب عذاب الٰہی آیا تو کسی کام نہ آئے گی۔

(۲) اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

(المؤمن آیت ۸۲)

ترجمہ:- پس کیا انہوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا، کہ جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں۔ ان کا کیا انجام ہوا۔ وہ لوگ ان سے زیادہ تھے۔ اور قوت اور نشانوں میں (بھی) جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں بڑھے ہوئے تھے۔ پس ان کے نہ کام آیا جو کچھ وہ کماتے تھے۔

"یعنی پہلے بہت قومیں گزر چکیں جو جتھے میں اور زور و قوت میں ان سے بہت زیادہ تھیں۔ ان سے کہیں بڑھ کر زمین پر اپنی یادگاریں اور نشانیاں چھوڑیں۔ لیکن جب خدا کا عذاب آیا تو وہ زور و طاقت اور ساز و سامان کچھ بھی کام نہ آسکا۔ یوں ہی تباہ و برباد ہو کر رہ گئے۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

حاصل کلام آثار قدیمہ اور سابقہ اقوام کی تاریخ کے اوراق ہماری عبرت کے لئے موجود ہیں۔ اگر تعلق باللہ خراب ہے۔ تو ساری طاقت (MATERIAL POWER) جب عذاب آئے گا تو بے سود ثابت ہوگی اس وقت انسان پچھتائیگا۔

يٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ (الزمر آیت ۵۶)

ترجمہ:- ہائے افسوس اس پر جو میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی۔ اور میں ہنسی ہی کرتا رہ گیا۔ مگر ع

"اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت"

(۳) اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝

(فاطر آیت ۴۴)

ترجمہ:- کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی کہ وہ دیکھتے ان لوگوں کا کیسا برا انجام ہوا جو ان سے پہلے تھے اور وہ ان سے زیادہ طاقت ور تھے۔ اللہ ایسا نہیں کہ اسے کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں عاجز کردے۔ بے شک وہ جاننے والا قدرت والا ہے۔

طاقت کے بل بوتے پر کھڑے ہونے والے کوتاہ اندیشوں نے یہ نہ سوچا۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓي اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (یوسف آیت ۲۱)

ترجمہ:- اور اللہ اپنا کام جیت کر رہتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

منشا الٰہی کے خلاف چلنے والوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ ہم کر رہے ہیں سب دیکھ رہا ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝ (الفجر آیت ۱۴)

ترجمہ:- بے شک آپ کا رب تاک میں ہے "یعنی جیسے کوئی شخص گھات میں پوشیدہ رہ کر آنے جانے والوں کی خبر رکھتا ہے کہ فلاں کیونکر گزرا۔ اور کیا کرتا ہوا گیا اور فلاں کیا لایا۔ اور کیا لے گیا۔ پھر وقت آنے پر اپنی ان معلومات کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالیٰ انسانوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رہ کر سب بندوں کے ذرہ ذرہ احوال و اعمال دیکھتا ہے۔ کوئی حرکت و سکون اس سے مخفی نہیں۔ ہاں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ غافل بندے سمجھتے ہیں کہ بس کوئی دیکھنے والا اور پوچھنے والا نہیں جو چاہو بے دھڑک کئے جاؤ۔ حالانکہ وقت آنے پر ان کا سارا کچا چھٹا کھول کر رکھ دیتا ہے۔ اور ہر ایک سے انہیں اعمال کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ جو شروع ان کے زیر نظر تھے۔ اسے اس وقت پتہ لگتا ہے کہ وہ سب ڈھیل تھی۔ اور بندوں کا امتحان تھا۔ دیکھیں کن حالات میں کیا کچھ کرتے ہیں۔ اور ایک عارضی حالت پر نظر کر کے آخری انجام کو تو نہیں بھول جاتے۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

ہمیں عبرت پکڑنی چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کسی بھی امر میں ہرگز ہرگز نہ کرنی چاہیئے ورنہ یاد رہے۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝

ترجمہ:- تیرے رب کی پکڑ بھی سخت ہے۔

گنہگاروں کا انجام

سابقہ گنہگار اقوام کے سچے حالات ہماری عبرت کے لئے قرآن مجید میں موجود ہیں۔

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ (القمر آیت ۴۰)

ترجمہ: پھر ہے کوئی سمجھنے والا؟

(۱) قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ (النمل آیت ۶۹)

ترجمہ:- کہدو تم زمین پر چل پھر کر دیکھو۔ کہ گنہگاروں کا کیا انجام ہوا۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ فرماتے ہیں:- "یعنی کتنے مجرموں کو دنیا ہی میں عبرتناک سزائیں مل چکی ہیں اور پیغمبروں کا فرمان پورا ہو کر رہا۔

اسی پر قیاس کر لو کہ بعث بعد الموت اور عذاب اخروی کی خبر جو انبیاءؑ دیتے چلے آئے ہیں۔ یقیناً پوری ہو کر رہے گی۔ یہ کارخانہ یوں ہی بے سرا نہیں کہ اس پر کوئی حاکم نہ ہو۔ وہ اپنی رعایا کو یوں ہی مہمل چھوڑ دے گا۔ جب مجرموں کو یہاں پوری سزا نہیں ملتی تو یقیناً کوئی دوسری زندگی ہوگی جہاں ہر ایک اپنی کیفر کردار کو پہنچے گا۔ اگر تمہاری یہ تکذیب رہی تو مکذبین کا جو انجام دنیا میں ہوا تمہارا بھی ہو سکتا ہے۔"

حضرت انبیاء علیہم السلام والصلوٰۃ کی بعثت کا مقصد یہی ہے کہ جو حکم وہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے لائیں ان کی پیروی کی جائے۔ ان کی مبارک زندگیوں کا نمونہ بنایا جائے۔

(۱) وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النساء آیت ۶۴)

ترجمہ:- اور ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اللہ کے حکم سے اس کی تابعداری کی جائے۔

(۲) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ (الاحزاب آیت ۲۱)

ترجمہ:- البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔

اب ہمیں چاہیئے کہ قرآن کریم اور اس کی عملی شرح (حدیث شریف) کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی اسوۂ حسنہ کے مطابق بسر کریں۔ اور حیلے بہانوں سے شرعی احکام نہ ٹالیں۔ ایک دن آنے والا ہے کہ اس بارے میں باز پرس ہوگی۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (القصص آیت ۶۵)

ترجمہ:- جس دن انہیں پکارے گا۔ پھر کہے گا۔ تم نے پیغام پہنچانے والوں کو کیا جواب دیا تھا۔

اس وقت جواب تو نہ بن پڑے گا مگر یہ حسرت ہوگی۔

يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ (الفرقان آیت ۲۷)

ترجمہ:- اے کاش! میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان

باقی صفحہ ۱۸ پر

جناب حاجی کمال الدین صاحب

جانوروں پر شفقت اور پڑوسیوں کے حقوق

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابن عمرؓ دونوں سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا کہ ایک عورت کو اس پر عذاب کیا گیا کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا جو بھوک کی وجہ سے مرگئی نہ تو اس نے اس کو کھانے کو دیا اور نہ اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے جانوروں (چوہے وغیرہ) سے اپنا پیٹ بھر لیتی۔

جو لوگ جانوروں کو پالتے ہیں انکی ذمہ داری بڑی سخت ہے کہ وہ بے زبان جانور اپنی ضروریات کو ظاہر بھی نہیں کر سکتے۔ ایسی حالت میں انکے کھانے پینے کی دیکھ بھال بہت ہی ضروری ہے اس میں بخل سے کام لینا اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرنے کے لئے تیار کرنا ہے۔ بہت سے لوگ جانوروں کے پالنے کا شوق تو بڑا رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے گھاس دانہ پر خرچ کرتے ہوئے جان نکلتی ہے۔ حضورؐ سے یہ مضمون بارہا نقل کیا گیا کہ ان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہا کرو۔

ایک مرتبہ حضورؐ تشریف لے جارہے تھے۔ راستہ میں ایک اونٹ نظر اقدس سے گذرا۔ جس کا پیٹ کمر سے لگ رہا تھا (بھوک یا دُبلے پن کی وجہ سے) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان بے زبانوں کے بارہ میں اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔ ان کی اچھی حالت میں ان پر سوار ہوا کرو۔ اور اچھی حالت میں ان کو کھایا کرو۔

حضورؐ کی عادت شریفہ تھی کہ استنجے کے لئے جنگل تشریف لے جایا کرتے۔ اور کسی باغ میں یا کسی ٹیلے وغیرہ کی آڑ میں ضرورت سے فارغ ہوتے۔ ایک مرتبہ اس ضرورت سے ایک باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک اونٹ تھا۔ جو حضورؐ کو دیکھ کر بڑبڑانے لگا۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے (یہ ایک مشہور چیز ہے کہ ہر مصیبت زدہ کا کسی غمخوار کو دیکھ کر دل بھر آتا ہے) حضورؐ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کے کانوں کی جڑ پر شفقت کا ہاتھ پھیرا۔ جس سے وہ چپکا ہوا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اونٹ کا مالک کون ہے۔ ایک انصاری تشریف لائے اور عرض کیا کہ حضورؐ میرا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تم اس اللہ سے جس نے تمہیں اس کا مالک بنایا ڈرتے نہیں ہو۔ یہ اونٹ تمہاری شکایت کرتا ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور کام زیادہ لیتے ہو۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے ایک گدھے کو دیکھا کہ اسکے منہ پر داغ دیا گیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو اب تک یہ معلوم نہیں۔ کہ میں نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو جانور کے منہ کو داغ دے یا منہ پر مارے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ آدمی کے گناہ کے لئے یہ کافی ہے کہ جسکی روزی اپنے ذمہ ہے اس کو ضائع کرے۔ اس لئے اگر کسی جانور کو اپنی کسی ضرورت سے روک رکھا ہے تو اس کے کھانے میں کنجوسی کرنا اور یہ سمجھنا کہ کون جانے کس کو خبر ہوگی اپنے اوپر سخت ظلم ہے۔ جاننے والا سب کچھ جانتا ہے اور لکھنے والے ہر چیز کی رپورٹ لکھ رہے ہیں۔ چاہے کوئی کام کتنا ہی چھپ کر کیا جائے۔ غضب ہے کہ جانوروں کو پالتے تو ہیں اپنی ضرورت کے لئے کہ ان پر سواری کریں گے۔ کھیتی باڑی میں کام لیں گے۔ دودھ حاصل کریں گے یا اور کوئی کام لیں گے۔ لیکن ان پر پیسہ خرچ کرتے ہوئے دم نکلتا ہے۔

حضورؐ کا پاک ارشاد ہے کہ وہ شخص مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھانا کھالے در پاس ہی اس کا پڑوسی بھوکا رہے یقیناً جس شخص کے پاس اتنا ہے کہ وہ پیٹ بھر کر کھاسکتا ہے اور پاس ہی بھوکا پڑوسی ہے تو اس کیلئے ہرگز زیبا نہیں کہ خود پیٹ بھر کر کھائے اور وہ غریب بھوک میں تلملاتا رہے۔ ضروری ہے کہ خود کچھ کم کھالے اور پڑوسی کی بھی مدد کرے۔

ایک حدیث میں حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا۔ جو خود پیٹ بھر کر رات گزارے اور اس کو یہ معلوم ہے کہ اس کا پڑوسی اس کے برابر میں بھوکا ہے۔

ایک اور حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت میں کتنے آدمی ایسے ہوں گے۔ جو اپنے پڑوسی کا دامن پکڑے ہوئے اللہ تعالےٰ سے عرض کریں گے یا اللہ اس سے پوچھیں کہ اس نے اپنا دروازہ بند کر لیا تھا اور مجھے اپنی ضرورت سے زیادہ جو چیز ہوتی تھی۔ وہ بھی نہ دیتا تھا۔

ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے لوگو صدقہ کرو۔ میں قیامت کے دن اس کی گواہی دونگا۔ شائد تم میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے۔ جن کے پاس رات کو سیر ہونے کے بعد بچ رہے اور اس کا چچا زاد بھائی بھوک کی حالت میں رات گزارے تم میں شائد کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو خود تو اپنے مال کو بڑھاتے رہیں اور اس کا مسکین پڑوسی کچھ نہ کما سکے۔

ایک اور حدیث میں حضورؐ کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ آدمی کے بخل کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ یوں کہے کہ میں اپنا حق پورے کا پورا لوں گا۔ اس میں سے ذرا سا بھی نہ چھوڑوں گا۔ یعنی تقسیم وغیرہ میں رشتہ داروں سے ہو یا پڑوسیوں سے اپنا حق پورے کا پورا وصول کرنے کی فکر میں لگا رہے۔ ذرا ذرا سی چیز پر جان نکلنے لگے۔ اگر تھوڑا بہت کسی دوسرے بھائی کے پاس چلا ہی جائے تو اس میں کیا جان نکل جائے گی۔

مرکزی سیرت کمیٹی لاہور کی تقریب سیرت

۱۲ر ربیع الاول ۱۳۸۰ھ کو یوم النبیؐ کی تقریب سعید پر مرکزی سیرت کمیٹی باغبانپورہ لاہور حسب دستور "ہادی عالم" اور "انسان کامل" کے نام سے دو بے مثال تقاریر سیرت شائع کر رہی ہے۔ جو چند اہل ثروت افراد ملت کی خدمت میں ہدیۃً پیش کی جائینگی اور انکی طرف سے یہ دونوں رسالے برصغیر پاک و ہند کے گوشے گوشے میں مفت تقسیم ہوں گے۔ شائقین پاکستان دو آنے کے ٹکٹ بھیجکر مفت رسالے منگوائیں۔

آفس سکریٹری مرکزی سیرت کمیٹی باغبانپورہ لاہور

بقیہ انجام صفحہ ۱۶ سے آگے

تارکان قرآنِ مجید ہی کے بارے میں دربارِ باری تعالیٰ میں شکایت کی تھی :-

یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا

(الفرقان آیت ۳۰)

ترجمہ : اے میرے رب، بے شک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا

"یعنی ضدی معاندین نے جب کسی طرح نصیحت پر کان نہ دھرا تب پیغمبرؑ نے بارگاہ الٰہی میں شکایت کی کہ خداوندا ! میری قوم نہیں سنتی انہوں نے قرآن جیسی عظیم الشان کتاب کو (العیاذ باللہ) بکواس قرار دیا ہے۔ جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو خوب شور مچاتے اور بک بک جھک جھک کرتے ہیں۔ تاکہ کوئی شخص سن اور سمجھ نہ سکے۔ اس طرح ان اشقیاء نے قرآن جیسی قابلِ قدر کتاب کو بالکل متروک و مہجور چھوڑا ہے۔

تنبیہ : آیت میں اگرچہ مذکور صرف کافروں کا ہے۔ تاہم قرآن کی تصدیق نہ کرنا۔ اس میں تدبر نہ کرنا۔ اس پر عمل نہ کرنا۔ اس کی تلاوت نہ کرنا۔ اس کی تصحیح قرأت کی طرف توجہ نہ کرنا، اس سے اعراض کر کے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ ہجران قرآن کے تحت میں داخل ہو سکتی ہیں . . . ." (حضرت مولانا عثمانیؒ)

(۲) وَاَمْطَرْنَا عَلَیْھِمْ مَّطَرًا ط فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُجْرِمِیْنَ ہ (الاعراف آیت ۸۴)

ترجمہ : پھر ہم نے ان پر مینہ برسایا پھر دیکھیے گنہگاروں کا کیا انجام ہوا۔

یہ واقعہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا ہے۔ جس پر پتھروں کا مینہ برسایا گیا۔ اور ان کی بستیاں الٹ دی گئیں۔ یہ بد بخت قوم برائی کے انجام سے غافل ہو کر اپنی مطلب برآری کے لئے منکوحہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتی تھی۔ جب لوط علیہ السلام نے انہیں روکا تو بجائے رکنے کے آپ کو اپنی بستی سے نکالنے کے درپے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی کا تو بال بیکا نہ ہوا۔ مگر وہ خود برباد ہو گئے اور دنیا سے دوزخ کا ٹکٹ لے کر گئے . . . !

ہفت روزہ خدام الدین لاہور قاری محمد دین صاحب مدرسہ تعلیم الفرقان مریڑ حسن راولپنڈی سے مل سکتا ہے۔ ✱

بقیہ رحمۃ للعالمین صفحہ ۱۹ سے :-

بیان کرے۔ خیر آپؐ نے جاکر ابوجہل کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ابوجہل نے پوچھا کون ہے؟ آپ نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ نکلا اور آنجنابؐ کو دیکھ کر اس کا رنگ اڑ گیا..... آپؐ نے فرمایا اس غریب کا حق ادا کر دو"۔ اس نے رعب میں آکر بے چون و چرا کہہ دیا بہت اچھا جو کچھ اس کا حق ہے۔ میں ابھی ادا کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر ابوجہل نے اندر سے جاکر چپ چاپ اس کا روپیہ لا دیا۔ وہ شخص خوشی خوشی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوا اور آپ کو دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔ جب قریش نے یہ واقعہ سنا تو ان کو اس خلاف امید کارروائی پر بہت تعجب ہوا مگر ابوجہل اتنا مرعوب ہو گیا کہ اس سے کچھ بن نہ پڑا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

ضروری اطلاع

تمام خط و کتابت متعلقہ ہفت روزہ خدام الدین اور ترسیل زر بنام منیجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور نمبر ۵ ہونی چاہیئے ۔ ادارہ کے کسی کارکن کا نام نہ لکھا جائے۔

(خادم دفتر)

خدا کی مرضی مفت

انسان پر اللہ تعالیٰ کا حق۔ رسول اللہ کا حق قرآن اور اسلام کا حق والدین کا حق۔ مرد عورت اولاد کا حق۔ رشتہ دار عام مسلمانوں۔ ہمسایہ کا حق مال کا حق۔ دنیا و آخرت کا حق معلوم کریں ایک آنہ کا ٹکٹ برائے محصولڈاک بھیج کر مفت طلب کریں۔

ناظم انجمن خدام الدین لاہور



بچوں کا صفحہ

رحمۃ للعٰلمین

(محمد خالد چودھری جماعت دہم پبلک ہائی سکول گجرات۔ پاکستان)

نبیؐ کی مدح میں فردوس سعادت ہے تو اپنی ہے
جسے خوبی خدا نے دی نہیں محتاج زیور کا

دوستو اور میرے دیندار بھائیو! ہمارے پیغمبرؐ جناب رحمۃ للعٰلمین کا مشہور نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام عبداللہ ہے اور ان کے والد کا نام عبدالمطلب اور ان کے والد کا نام ہاشم اور ان کے والد کا نام عبد مناف ہے۔ آپؐ کی والدہ کا نام آمنہ ہے اور ان کے والد کا نام وہب اور ان کے والد کا نام عبد مناف اور ان کے والد کا نام زہرہ ہے۔

آپ دل کے بڑے سخی تھے۔ کسی سوالی کو آپ نے کبھی نہیں جھڑکا۔ اگر ہوا تو دے دیا اور نہ ہوا تو قرض لے کر دے دیا، یا پھر نرمی سے سمجھا دیا۔ آپ بات کے سچے تھے۔ آپ کی طبیعت مبارک بہت نرم تھی۔ سب باتوں میں سہولت اور آسانی کا خیال رکھتے۔ آپ اپنے پاس اُٹھنے بیٹھنے والوں کا بہت زیادہ خیال رکھتے۔ جو سامنے آتا اُسے خود پہلے سلام کرتے۔ ہر وقت خداؐ کی یاد میں رہتے۔ خداؐ کی نعمت خواہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو اس کو بڑا سمجھتے۔ کسی کے ہاتھ سے نقصان ہو جاتا تو آپ کو غصہ نہ آتا۔ **مثلاً** حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں دس برس تک آپ کی خدمت میں رہا۔ اس دس برس میں میں نے جو کچھ کر دیا اس کو یوں نہیں فرمایا کہ کیوں کیا اور جو نہیں کیا اس کو یوں نہیں پوچھا کہ کیوں نہیں کیا۔ البتہ اگر کوئی بات خلاف دین کے ہو جاتی تو اس وقت آپ کو رنج ہوتا تھا۔ آپ نے اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی غصہ نہیں فرمایا۔ آپ غرور و تکبر سے کوسوں دُور تھے۔ اگر کوئی غلام دعوت کر دیتا تو آپؐ بخوشی قبول فرماتے۔ اگر کوئی جو کی روٹی کی بھی دعوت کرتا تو عُذر فرما کر اس کا دل نہ توڑتے بلکہ بخوشی قبول فرماتے۔ ہر کام کو قاعدہ سے فرماتے۔ آپ کے اخلاق سب سے بلند تھے۔ جب کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ یہ بات آپ کی طبیعت میں نہ تھی کہ کسی کو پھاند کر اچھی جگہ جا کر بیٹھیں۔ اگر بات کرتے وقت کئی آدمی ہوتے تو باری باری اور سلیقہ سے سب سے متوجہ ہو کر بات کرتے۔ نہایت نرمی سے اور میٹھی میٹھی باتیں کرتے اور ایسا برتاؤ کرتے کہ ہر کوئی یہ سمجھتا کہ مجھے سب سے زیادہ چاہتے ہیں۔ گھر کے بہت سے کام خود اپنے ہاتھ سے کر لیتے۔ کہیں بکری کا دودھ دوہ لیا، کہیں کچھ اور۔ حضورؐ بے حد منکسر المزاج تھے۔ اس عظمت و بلند مرتبت کے باوجود آپ گاہے گاہے اپنے کپڑے بھی صاف کر لیا کرتے تھے۔ شریعت مطہرہ کے مطابق سزا دینا اور بات ہے۔ لیکن آنحضرتؐ نے کبھی بھی اپنے کسی خادم کو گھر کے کام کے لئے سزا نہیں دی۔ ایثار و سخاوت میں حضورؐ بے نظیر نہ رکھتے تھے۔ مریضوں کی عیادت کو خود تشریف لے جاتے۔ انہیں تسلی دیتے۔ ان کے پاس بیٹھتے۔ چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا ادب ہمیشہ آپ کا شعار رہا۔ ادنیٰ شخص سے بھی انتہائی محبت سے پیش آتے۔ طبیعت میں استغنا بہت تھا۔ سب سے محبت تھی اور سب کا خیال رکھتے تھے اور اللہ عزّ و جلّ کے مقابلے میں آپ کو اور کوئی محبوب نہ تھا۔ ہر حالت میں خُدا کی محبت مقدم تھی۔ جو کچھ کرتے تھے اللہ ہی کے لئے کرتے تھے۔ ازواج، اولاد اور مال وغیرہ کوئی شے بھی آپ کو اس قدر مطلوب و محبوب نہ تھی جتنی خدا کی یاد۔ حضورؐ نہایت صاف گو تھے۔ لگی لپٹی نہ رکھتے تھے۔ آپؐ سراپا انصاف تھے۔ آپؐ کسی کی حیثیت اور امارت پر توجہ نہ دیتے تھے۔ آپ ہر ادنیٰ و اعلیٰ کی تکلیف میں برابر کے شریک ہوتے۔ جہاں کسی کو مبتلائے آلام دیکھتے اس کی تکلیف دُور کرنے کی برابر کوشش فرماتے اور بڑے خلوص و محبت سے پیش آتے۔ خود اپنے کام کے لئے کسی کو تکلیف دینا گوارا نہ فرماتے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت کسی قبیلے، قوم اور ملک یا کسی خاص جماعت کے ساتھ مخصوص نہ تھی۔ بلکہ آپ کے دشمن بھی آپ کی حقیقی محبت و اُلفت سے مستفید و مستفیض ہوتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قبیلہ ارش کے ایک شخص نے ابوجہل کے ہاتھ ایک اُونٹ بیچا۔ لیکن ابوجہل اس کی قیمت ادا کرنے میں برابر ٹال مٹول کرتا رہا۔ وہ بے چارہ پریشان ہو کر قریش کی مجلس میں آیا اور پُکار پُکار کر کہنے لگا۔ "**یا معشر قریش!** میں ایک اجنبی مسافر ہوں اور ابوالحکم ابن ہشام (ابوجہل) نے میرا حق مار لیا۔ آیا تم میں سے کوئی ایسا انصاف والا ہے کہ میری داد رسی کرے اور اس سے میرا حق دلائے"۔

جناب رسالت مآبؐ بھی وہیں ایک طرف تشریف فرما تھے۔ ان بے دردوں نے اس بیچارے کی فریاد کا تو کچھ خیال نہ کیا۔ البتہ آپؐ کو چھیڑنے اور استہزاء کے خیال سے کہہ دیا۔ "جاؤ اس شخص کے پاس جا کر سارا ماجرا بیان کرو۔ وہ تمہارا حق دلا دے گا۔" اس غریب کو آنجنابؐ اور ابوجہل کی باہمی مخالفت کا کچھ حال معلوم نہ تھا۔ اس نے ان کے کہنے کے مطابق آنجناب کو سارا ماجرا کہہ سُنایا۔ اس کی غربت اور بیکسی پر حضورؐ کو بڑا ترس آیا۔ آپؐ نے اپنے تعلقات اور ابوجہل کی جہالت و عداوت کا کچھ خیال نہ کیا اور فوراً اٹھ کر اس کے ساتھ چل دیئے۔ وہ لوگ تو یہی تماشا دیکھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے ایک آدمی کو آپ کے پیچھے روانہ کیا۔ تاکہ وہ سارا ماجرا ان سے آ کر (باقی بر صفحہ ۱۸)

ایڈیٹر
عبد المنّان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے　ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۳۰۷/۲/۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا)